حصہ ۲ دوئم

غمِ حسین کا جو اہتمام کرتے ہیں
قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں

یا حسین — یا عباس

بیاضِ تسکینِ زہرا

مرکزی تنظیمِ عزا (رجسٹرڈ) کراچی کی
انجمنوں کے منتخب نوحوں کا مجموعہ

مرتبہ
محمد وصی خان

رحمت اللہ بک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) کراچی

یا حسین ع

یا عباس ع

منتخب نوحوں کا مجموعہ

بیاض تسکین زہرا ع

حصہ دوم

مرتبہ وصی خان (رجسٹرڈ)

صدر مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ)

تعداد

ایک ہزار

قیمت

RP 50-00

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی۔ ناشران و تاجران کتب

بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر ـــ اجرِ رسالت

ہر کام کی کوئی نہ کوئی غرض و غایت ہوتی ہے۔ زیر نظر مجموعہ نوحہ جات
موسوم بہ "تسکین زہراؑ حصہ دوم" اور اس کتاب سے پہلے مندرجہ ذیل کتابوں
(۱) تسکین زہراؑ حصہ اول (۲) کتاب علیؑ علیؑ حصہ اول (۳) کتاب حسینؑ حسینؑ
حصہ اول (۴) حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تعزیرات اسلامی (۵) کتاب
وارثِ فدک (۶) کتاب بیعتِ علیؑ کی تالیفات محض ـــ اور محض خوشنودیٔ
خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہے کیونکہ اس سوگوار محترمہ
و معصومہ بی بیؑ کی خوشنودی ہی خوشنودیٔ پنجتن پاکؑ۔ اور کل آئمہ معصومین
علیہم السلام اور ثانیٔ زہراؑ جناب زینب کبریٰؑ ہے۔

"بیاضِ تسکین زہراؑ" میں مرکزی تنظیم ع۔ا (رجسٹرڈ) کراچی کی مختلف انجمنوں
کے مشہور اور منتخب نوحوں کو یکجا کیا گیا ہے جس کو مشہور و معروف شعرائے کرام
نے لکھا ہے۔ خداوند کریم اور آئمہ اطہارؑ خوب ہی واقف ہیں کہ اس میں مجھے
کسی قسم کی لالچ نہیں ہے۔ ہاں اگر لالچ ہے تو صرف یہ کہ کسی طرح سے کبھی
اپنی بساط کے مطابق جو مجھ ناچیز حقیر فقیر پر عائد ہے اجرِ رسالت ادا
کرتا ـــ اور میں وہ اجر رسالت ادا کر رہا ہوں اور تاحیات اس سے
غفلت نہ ہوگی! انشاء اللہ تعالیٰ۔!!!

خاکپائے اہلبیتؑ

محمد وصی خان - صدر مرکزی تنظیم ع۔ا کراچی (رجسٹرڈ)

مرتبہ بیاض

محمّد وصی خان

صدر مرکزی تنظیم عزا کراچی (رجسٹرڈ)

و

صدر انجمن ناصران نوار (رجسٹرڈ)

صدر محفل حیدری ناظم آباد کراچی

یا صاحب العصر الزمان ادرکنی

اطلاع

یہ بیاض مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) کراچی سے منسلک ماتمی انجمنوں کے کلام پر مشتمل ہے اور اس پیش نظر دوسرے حصے میں ان ہی کلام کو شامل کیا گیا ہے جو پہلے حصہ میں نہیں شامل ہو سکے تھے گو وقت کی کمی کی وجہ سے پھر بھی متعدد انجمنوں کے کلام اس دوسرے حصہ میں بھی شامل نہ ہو سکے ہیں لہٰذا ہماری استدعا ہے کہ جن انجمنوں کے کلام اس میں شامل نہیں ہیں وہ انجمنیں اپنے کلام جناب مرزا علی سعید صاحب جنرل سکریٹری کو عنایت فرما دیں جن کو تیسرے حصہ میں شامل کر لیا جائے گا۔

نام کتاب .... بیاض تسکین زہرا حصہ دوم

مرتبہ .... محمد وصی خاں

طباعت .... سندھ آفسٹ پریس کراچی

ناشر .... رحمت اللہ بک ایجنسی

کتابت .... سید محمد یوسف رضوی (بنارسی)

تعداد .... ایک ہزار

ملنے کا پتہ ...... محفوظ بک ڈپو۔ احمد بک ڈپو۔ محفل حیدری ناظم آباد

قیمت ―――――― RP 50-00

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اضافی سرورق	۱
۲	عرض ناشر	۲
۳	فوٹو وصی خاں	۳
۴	اطلاع	۴
۵	فہرست	۵
۶	مرکزی تنظیم عزا	۱۲
۷	زیارت حضرت امام حسینؑ	۱۴
۸	انجمن العباسؑ	۱۵
۹	علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے	۱۶
۱۰	اے سکینہ اب نہ بابا آئیں گے	۱۸
۱۱	جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں	۱۹
۱۲	میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں	۲۲
۱۳	قاصد مرا خط لے جا تیرا بھلا ہو گا	۲۳
۱۴	جواں پسر کو جو موت آ گئی تو کیا ہو گا	۲۴
۱۵	اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں	۲۵
۱۶	انجمن حیدری علی بستی	۲۷
۱۷	سو جا اصغرؑ پیارے سو جا	۲۸
۱۸	پرسہ شہید کربلا کا زہرہؑ کو دیا جائے	۲۹
۱۹	کوئی پوچھے زبان خنجر و شمشیر سے پہلے	۳۰

۲۰	حق کی گواہی چھپ نہ سکے گی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے	۳۱
۲۱	ہم آلِ علیؑ جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہیں	۳۲
۲۲	انجمن محبانِ عزا خداداد کالونی	۳۵
۲۳	شہ کا ماتم ہے نوحہ خوانی ہے	۳۶
۲۴	چلے رن کو آغوشِ زینبؑ کے پالے	۳۶
۲۵	درِ خیمہ سے یہ ہمشیر نے منظر دیکھا	۳۷
۲۶	صدقے ہو یہ مادر	۳۸
۲۷	انجمن تنظیم العزا	۳۹
۲۸	ملت کا شہیدا حق کا شناسا	۴۰
۲۹	کیا صف ماتم پہ بیٹھے ہو عزادارو اٹھو	۴۱
۳۰	راج دلارا زہراؑ کا زخمی ہے اور پیاسا ہے	۴۲
۳۱	بابا بتائیے میرے چچو کہاں گئے	۴۳
۳۲	ختم ہے اہل عزا انجم کی کہانی الوداع	۴۶
۳۳	اہل دل آج بھی ہیں دین کے سردار کے ساتھ	۴۷
۳۴	گونجی ہے تہ تیغ بھی تکبیر کی آواز	۴۸
۳۵	منظوم دعا بعد ختم مجلس کے پڑھنے کے لئے	۴۹
۳۶	ہے سلام اس پہ جو کہتی تھی مرے بیر حسینؑ	۵۰
۳۷	شاہ کا سر کٹ گیا تیغ جفا خاموش ہے	۵۱
۳۸	انجمن الحسینی لیاقت آباد	۵۲
۳۹	ٹوٹے دلوں کی آس ہیں میرے مولا عباسؑ	۵۴
۴۰	کہا بالےؑ نے یہ رو کر علی اکبر علی اکبر	۵۵
۴۱	باطل ہے تو نیزے پہ قرآن اٹھاتا ہے	۵۶

۶۴	پکاری بانو کہ اف میرے نیم جاں اصغرؑ	۷۸
۶۵	دعائیہ نوحہ ہر مصیبت میں پڑھنے والا نوحہ	۷۸
۶۶	قتل الحسینؑ بہ کربلا	۷۹
۶۷	وامصیبتا مر گئے حسینؑ	۸۰
۶۸	وارث مصطفےٰ حسینؑ	۸۱
۶۹	سبحان اللہ ہو کے آل نبی دربار میں حاضر ہوتی ہیں	۸۲
۷۰	رو کے یہ زینبؑ نے کہا علیؑ علیؑ ہائے علیؑ	۸۲
۷۱	شہید ہو گئے اصغرؑ اجڑ گیا جھولا	۸۴
۷۲	اے عباس دوسرا تجھ پہ سلام اسلام کا	۸۵
۷۳	اے شہید کربلا اسلام تیرا نام ہے	۸۶
۷۴	حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے	۸۷
۷۵	محبوب کی آل کی توقیر مسلمانوں نے	۸۷
۷۶	کہا ہندہ نے زینبؑ سے کہ بی بی یاں نہ آنا تھا	۸۸
۷۷	شبیرؑ کو راہ غربت میں نانا کا جو روضہ یاد آیا	۸۹
۷۸	قبر اصغرؑ پہ کہتی تھی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ	۹۰
۷۹	عباسؑ کا ماتم ہے وفادار کا ماتم	۹۰
۸۰	جان کربلا تو نے راہ حق دکھا دی ہے	۹۱
۸۱	قاسمؑ کو مجتبےٰؑ کی نیابت پہ ناز ہے	۹۲
۸۲	حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے	۹۲
۸۳	ہند کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا	۹۳
۸۴	اٹھو علی اکبرؑ تمہیں دولھا تو بنا لوں	۹۴
۸۵	نوجوان اکبرؑ کا چم چارہ گیا	۹۴

۸۶	کشتۂ تیغ جفا شاہ سلام علیک	۹۵
۸۷	بار ہا یہ شمرِ لعیں سے شہؑ نے کہا	۹۵
۸۸	اربعین کے سوگوار دا الوداع	۹۶
۸۹	افسوس نبی زادیوں کا شام میں جانا	۹۶
۹۰	پروان چڑھالوں ارمان نکالوں	۹۷
۹۱	زنداں کی شام شام کے زنداں سے پوچھئے	۹۸
۹۲	ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو	۹۸
۹۳	حسینؑ کعبہ کو کعبہ بنا دیا تم نے	۹۹
۹۴	زینبؑ نے جو پوچھا کل دشت میں کیا ہوگا	۱۰۰
۹۵	غربت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے	۱۰۰
۹۶	بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا	۱۰۱
۹۷	اصغرؑ جانِ جاں جھول تو جھولنا	۱۰۲
۹۸	ہم سے غمِ شبیرؑ بھلایا نہیں جاتا	۱۰۳
۹۹	جب مسلمانوں کی غیرت کا سوال آتا ہے	۱۰۴
۱۰۰	انجمن غلامانِ ابنِ حسنؑ	۱۰۶
۱۰۱	غمِ حسینؑ ہے یوں نورِ آگہی کے لئے	۱۰۷
۱۰۲	فاتحِ فطرت غمِ شبیرؑ ہے	۱۰۸
۱۰۳	زینبؑ کے مصائب سرِ شبیرؑ سے پوچھو	۱۰۹
۱۰۴	انجمن دبدبۂ عباسؑ	۱۱۱
۱۰۵	ہم کیوں نہ کریں ماتم	۱۱۲
۱۰۶	شبیرؑ نے سر دے کر اسلام بچایا ہے	۱۱۲
۱۰۷	لاشِ مظلوم کی مقتل سے اٹھائی نہ گئی	۱۱۳

۱۰۸	رنگ، تپاں ہیں مولا کیسے کٹیں گی راہیں	۱۱۴
۱۰۹	راہوں میں ساربان کو چھاؤں ملی نہ سایہ	۱۱۵
۱۱۰	جس کو غمِ شبیرؑ کی توفیق خدا دے	۱۱۷
۱۱۱	پُردرد ہے نہایت اسلام کا فسانہ	۱۱۷
۱۱۲	سوائے فاطمہ زہراؑ نہیں کوئی زینبؑ	۱۱۹
۱۱۳	حسینؑ جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے	۱۱۹
۱۱۴	پیاسے ہوئے جو قتل کنارے فرات کے	۱۲۰
۱۱۵	اسلام زندہ کر گئے وحدت سنوار دی	۱۲۱
۱۱۶	زہراؑ قمیص اصغرؑ ناداں لیے ہوئے	۱۲۲
۱۱۷	جب ہوئے اسلام والے رہبرِ کامل سے دور	۱۲۳
۱۱۸	اے غمِ شہ کی پاسبان زینبؑ	۱۲۴
۱۱۹	انجمن عباسیہ قدیم	۱۲۵
۱۲۰	کرب و بلا میں زیست کا جلوہ دکھائی دے	۱۲۶
۱۲۱	بے چین ہوں قابو میں نہیں اب دلِ مضطر	۱۲۷
۱۲۲	فیصلہ شبیرؑ کا ہے فیصلہ اسلام کا	۱۲۹
۱۲۳	فرزندانِ رسولؐ کی خطاطی کا مقابلہ	۱۳۰
۱۲۴	طوقِ زنجیر کجا عابدؑ بیمار کجا	۱۳۵
۱۲۵	یہ قید میں علی اکبرؑ کی ماں کا نالہ ہے	۱۴۰
۱۲۶	قاصد مرا خط لے جا تیرا بھلا ہو گا	۱۴۱
۱۲۷	چہلم کو ان میں حشر بپا ہے دہائی ہے	۱۴۳
۱۲۸	کربل نگری	۱۴۴
۱۲۹	دستہ اسیرانِ حسینؑ	۱۵۶

۱۳۰	لاکھوں ہیں دشمنِ دیں اور ہے ایک سر تنہا	۱۵۷
۱۳۱	ہوتی ہے تبلیغ دیں زنجیروں کی جھنکار سے	۱۵۷
۱۳۲	اے علی اکبرؑ میرے اے علی اکبرؑ میرے	۱۵۵
۱۳۳	انجمن تبلیغ امامیہ	۱۶۰
۱۳۴	میرے اصغرؑ کہاں ہو آجاؤ	۱۶۱
۱۳۵	جب علیؑ ہے دل میں تو سجدہ قبول ہے	۱۶۱
۱۳۶	تو نے رکھ لی بخدا احمد مختارؐ کی بات	۱۶۲
۱۳۷	وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے	۱۶۴
۱۳۸	دشمنی جس نے رکھی شہؑ کے عزاداروں سے	۱۶۵
۱۳۹	انجمن تبلیغ عزا	۱۶۶
۱۴۰	نجف کو میں چلا خم کر کے سر آہستہ آہستہ	۱۶۷
۱۴۱	طوق و زنجیر کجا عابدؑ بیمار کجا	۱۶۷
۱۴۲	کربلا کو سر کیا ہے دے کے سر شبیرؑ نے	۱۶۸
۱۴۳	انجمن لشکر حسینیؑ	۱۷۰
۱۴۴	متاعِ احمد مرسلؐ کی پاسبان زینبؑ	۱۷۱
۱۴۵	سب ظلمتیں تمام ہوئیں دن نکھر گئے	۱۷۱
۱۴۶	جب بھی یاد حسینؑ آتی ہے	۱۷۲
۱۴۷	سید قیصر حسین رضوی	۱۷۴
۱۴۸	ہلال محرم	۱۷۵
۱۴۹	محرم کا چاند	۱۷۵
۱۵۰	پہلی تاریخ سے لے کر عاشورہ تک اور مختلف شہادتوں کے کلام	۱۷۶
۱۵۱	مرکزی تنظیم عزا ایک تعارف	۱۹۲

عقلمند کبھی سوال کرنے کی ذلّت کو گوارہ نہیں کرتا (علیؑ)

عہدیداران مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) کراچی

صدر

محمد وصی خاں

سینئر نائب صدر

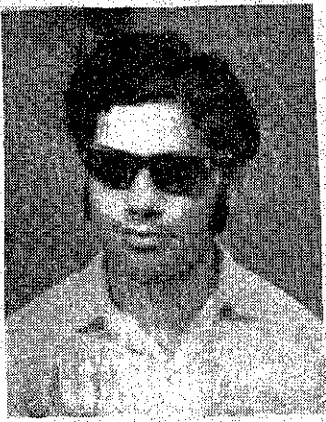

سید مختار حسین جعفری

نائب صدر

سید احمد صالح زیدی

سیکریٹری جنرل

مرزا علی سعید

"سب گناہوں سے بڑی جھوٹی زبان ہے" (علیؑ)

جوائنٹ سکریٹری — خازن

سرکار عالم درّانی — سید علی امام

سکریٹری نشر و اشاعت

سید افسر حسین

سکریٹری تعلقات عامہ

سید مختار رضا جعفری

سکریٹری سماجی بہبود

سید غلام عباس

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَابْنَ سَیِّدِ الْوَصِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا ابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ سَیِّدَةِ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مختصر زیارت حضرت امام رضا علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَوْلَایَ وَابْنَ مَوْلَایَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا غَرِیْبَ الْغُرَبَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سُلْطَانُ یَا اَبَا الْحَسَنْ عَلِیَّ ابْنَ مُوْسَی الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

زیارت حضرت صاحب الزمان علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَرِیْكَ الْقُرْاٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ زَمَانِنَا هٰذَا عَجَّلَ اللّٰہُ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ اللّٰہُ مَخْرَجَكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سر پہ ہے پرچمِ عباسؑ کا سایہ جب تک
ہم سے ٹکرائے زمانہ کوئی آسان نہیں

صاحب بیاض
سید جعفر حسین کاظمی

انجمن العباسؑ

ناظم آباد

علم تمہارا تھا عباسؑ، اور تمہارا ہے
یہی ہے دین ہمارا یہی سہارا ہے

علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے

علم تمہارا تھا عباسؑ ، اور تمہارا ہے
یہی ہے نہر یہی سہارا یہی سہارا ہے
چلے ہیں نہر کی جانب علم لئے عباسؑ
فتح یہ کہتی ہے قدموں پہ سر ہمارا ہے
پہنچ کے نہر پہ غازی نے بڑھ کے للکارا
ہمارا نام ہے عباسؑ یہ گھاٹ ہمارا ہے
میں اس کا بیٹا ہوں جس کو نصیری کہتے ہیں
علیؑ امام ہے سب کا، خدا ہمارا ہے
میں اُس کا لال ہوں، جس کا ہے نام مولا علیؑ
اسی نے ہاتھوں سے خیبر کا در اکھاڑا ہے
میں وہ ہوں جس کے لئے فاطمہؑ نے فرمایا
میں روز حشر کہوں گی یہ لال ہمارا ہے
مرا پدر وہ ہے جسکو اُٹھا کے احمدؐ نے
غدیر خم میں کہا یہ وصی ہمارا ہے
مجھے ہے فخر میں اُس کا پسر ہوں عالم میں
بوقت جنگ سبھی نے جسے پکارا ہے
چلا تھا شیر جو دریا کو بولی کفیں زینبؑ
تمہارے دم سے تو بھیا بڑا سہارا ہے

نہ کرنا جنگ قسم ہے تمھیں سکینہؑ کی
میں جانتی ہوں بپھرا یہ شیر ہمارا ہے

بتا دو اپنے جیالوں کو آئے ہیں عباسؑ
وہ آئے سامنے جسکو قضا گوارہ ہے

فرات چھین چکے تو یہ ہنس کے فرمایا
ہمارا قبضہ ہے دریا یہ یا تمہارا ہے

ہر ایک قوم نے پرچم فضا میں لہرائے
ہمیں یہ فخر ہے اونچا علم ہمارا ہے

ہماری قوم کے پرچم کی یہی ہے پہچان
ہوں جس پہ خون کی چھینٹیں علم ہمارا ہے

حسینؑ ہیں میرے آقا پسر ہیں احمدؐ کے
مجھے علیؑ نے کہا تھا یہ شیر ہمارا ہے

میں اپنا خون ہی دیکے اسے خریدوں گا
کہ تابہ حشر ہمارا یہ گھاٹ ہمارا ہے

کہا تھا تم نے جو عباسؑ کر کے دکھلایا
تمھارے نام سے اونچا یہ سر ہمارا ہے

تمھارے نام میں ایسا جلال ہے عباسؑ
یزیدیوں کے لئے آج بھی شرارہ ہے

صدائے فاطمہؑ یہ آرہی ہے اے جعفر
ہمارے لال پہ نوحہ تو بس تمھارا ہے

اے سکینہ اَب نہ بابا آئیں گے

شاہزادی، شاہزادی صبر کر
صبر کر معصوم بی بی صبر کر!
تو جو روئے گی حرم گھبرائیں گے
اے سکینہؑ اَب نہ بابا آئیں گے

ساعتِ شامِ غریباں ہے قریب
ایک قیامت خیز عنواں ہے قریب
دشت میں تنہا حرم رہ جائیں گے
اے سکینہؑ اَب نہ بابا آئیں گے

صبر کر کے کربلا کی گود میں!
سو گئے اصغر قضا کی گود میں!
کیا خبر تھی یہ بھی مارے جائیں گے
اے سکینہ اَب نہ بابا آئیں گے

اَب پھوپھی زینبؑ سنبھالیں گی تمھیں
گود میں اپنے سُلائیں گی تمھیں
سیّد سجادؑ دل بہلائیں گے
اے سکینہؑ اَب نہ بابا آئیں گے

بی بیاں فریاد کرتی جائیں گی
چادریں انکی بھی چھینی جائیں گی!

اس قدر یہ ظلم اعدا ڈھائیں گے
اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے

ایک قیامت اور ڈھائینگے لعیں
آگ خیموں میں لگائیں گے لعیں
جس کے شعلے آسماں تک جائیں گے
اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے

دشمنانِ دیں نحیف و زار کو
عجز دہ کو عابدِ بیمار کو
پا پیادہ شام تک لیجائیں گے
اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے

شاہِ دیں کی یاد ہوتی جائیگی
کربلا آباد ہوتی جائیگی
رونے والے اسقدر ہو جائینگے
اے سکینہؑ اب نہ بابا آئینگے

اے اسیر جملہ زندان شام
آپ پہ لوتر زیدی کا سلام
تذکرہ ہم آپ کا دہرائیں گے
اے سکینہؑ اب نہ بابا آئیں گے!

جا کے کہدو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں
قوتِ دستِ حیدرؑ دکھا دوں گا میں

آج لڑنے کے جوہر دکھا دوں گا میں
جنگ خیبر کا منظر دکھا دوں گا میں
رن میں اڑتے ہوئے سر دکھا دوں گا میں
خونِ اعدا سے رن ہم نے نہلائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

کانپتے ہیں میرے ڈر سے دشت و دمن
میں ہوں تصویرِ عزمِ حسینؑ و حسنؑ
میری رگ رگ میں جوشِ خیبر شکن
فوجِ باطل تو کیا ہے الٹ دوں گا رن
آسماں میری ہیبت سے تھرائے ہیں
جا کے کہہ دو دریا پہ ہم آئے ہیں

عظمتوں کی نشانی ہے میرا علم
عزم جوشِ شبابِ علیؑ کی قسم
کاٹ دوں گا سرِ ظلم و جور و ستم
شیر دل ہیں بہادر ہیں غازی ہیں ہم
ہم نے کفر و ضلالت کے در ڈھائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

آستیں خود غضب میں پلٹ جائے گی
بازوؤں میں جو قوت سمٹ آئے گی!
آسمانوں پہ کھیتی الٹ جائے گی!
آج دوزخ بھی لاشوں سے پٹ جائے گی

ہم ہر ایک معرکے میں فتح پائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

ہم غضب میں جو آئیں فرشتے ڈریں
نام سُن کر ہمارا بہادر مریں!
ہم جو سیفِ الٰہی زمیں پہ دھریں
پَر پہ جبرئیلؑ نادِ علیؑ دم کریں

ہم نے قصّے شجاعت کے دُہرائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

میں علمدار ہوں، فوج کی اساس ہوں
میں جری ہوں بہادر ہوں حساس ہوں
روک لے کوئی دریا کے میں پاس ہوں
مجھ کو کہتے ہیں سقّہ میں عباسؑ ہوں

ساتھ مشکِ سکینہؑ بھی ہم لائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

ہوں علیؑ کی جوانی کوئی روک لے
ہوں سکینہؑ کا جانی کوئی روک لے
کیسے تشنہ دہانی کوئی روک لے
لے جاؤں گا پانی کوئی روک لے

ہم سکینہؑ کے دل کی دُعا پائے ہیں
جا کے کہہ دو دریا پہ ہم آئے ہیں

اے میرے شیر تم سے ہے نامِ وفا

ہم کو کہتی ہے دُنیا امامِ وفا
ہم غریبوں کا ہے تو پیامِ وفا
تم کو سنت نے دیا یہ انعامِ وفا
سارے عالم پہ تیرے علم چھائے ہیں
جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں

میرے والی اُٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

صبح سے دوپہر تک یہ کیا ہوگیا
گھر کا گھر نذرِ کرب و بلا ہوگیا
اپنی قسمت پہ آنسو بہاتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

خاک میں مل گئے میرے لعل و گوہر!
بین کرتی ہوں جا کے ہر اک لاش پر
اپنے روٹھے ہوؤں کو مناتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

آج اکبرؑ کی زلفوں میں شانہ نہیں
جھولا خالی ہے اب جھولنے والا نہیں
اب تصور میں جھولا جھلاتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

کوئی ماں کہہ کے مجھ کو بلاتا نہیں!

کوئی آواز پہ میری آتا نہیں
سب کو آواز دے کر بلاتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لُٹ کے جاتی ہوں میں

جانبِ نہر ہوتا ہے جب رُخ مرا
اک قیامت سی ہوتی ہے اُس دم بپا
جب چچا عباسؑ کہکر بلاتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لُٹ کے جاتی ہوں میں

کوئی کلثومؑ و زینبؑ کا والی نہیں
کوئی پل ان کا آہوں سے خالی نہیں
اُن کی آغوش میں سر چھپاتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لُٹ کے جاتی ہوں میں

ظالموں میں کوئی رحم والا نہیں
ہم کو تسکین دے کوئی ایسا نہیں
سب کو فریاد اپنی سُناتی ہوں میں
میرے والی اُٹھو لُٹ کے جاتی ہوں میں

دل میں تو قیر زیدی ہے محشر بپا
بانوئےؑ شاہ کی آرہی ہے صدا
میرے والی اُٹھو لُٹ کے جاتی ہوں میں

قاصد میرا خط لیجا جا تیرا بھلا ہو گا

قاصد میرا خط لے جا، جا تیرا بھلا ہو گا!

جا تیرا بھلا ہو گا، احسان تیرا ہو گا
بابا میرا کوفہ میں مہمان ہوا ہو گا

قاصد میرے بابا کی پہچان بڑی یہ ہے
عباسؑ علم پکڑے نزدیک کھڑا ہو گا

قاصد مرے بھائی کا ہے نام علی اکبرؑ
ہمشکل پیمبرؐ ہے سہرا ابھی بندھا ہو گا

معصوم سکینہؑ کی پہچان ہے یہ قاصد
سینے پہ شہؑ دیں کے سر اس کا رکھا ہو گا

ملجائیں کہیں تنہا تجھ کو جو علی اکبرؑ
اتنا ہی فقط کہنا کب وعدہ وفا ہو گا

سب کچھ وہ تو لے لینا جو دے دے میرا بھائی
اکبرؑ نے میرا تحفہ عیدی کا رکھا ہو گا

چلتے ہوئے گھٹنیوں اصغرؑ جو نکل آئیں
گودی میں اٹھا لینا احسان تیرا ہو گا

پوچھیں جو پھوپھی زینبؑ کیا حال ہے صغراؑ کا
کہنا کہ بہت تھا تپ اب اور سوا ہو گا

جواں پسر کو جو موت آگئی تو کیا ہو گا

جواں پسر کو جو موت آگئی تو کیا ہو گا
ریاضِ شہؑ پہ گھٹا چھا گئی تو کیا ہو گا

چلی ہے ڈھونڈنے اپنے چچا کو ایک بچی
کہیں جو شانے کٹے پا گئی تو کیا ہوگا

سمجھ رہی ہیں سکینہؑ کہ پانی آتا ہے
لہو بھری ہوئی مشک آ گئی تو کیا ہوگا

بنا کے ننھی سی تربت کو سوچتے تھے حسینؑ
ربابؑ خیمہ سے گر آ گئی تو کیا ہوگا

برستے تیروں میں دامن اٹھا لیے ہیں حسینؑ
کلی ربابؑ کی مرجھا گئی تو کیا ہوگا

یہ کیسے سینے سے برچھی نکالنے والے
کلائی صبر کی تھرا گئی تو کیا ہوگا

تڑپ رہے ہیں سناں کھا کے سینے پہ اکبرؑ
کہیں جو ایسے میں ماں آ گئی تو کیا ہوگا

ہمارے رونے پہ وہ ہنس رہے ہیں اے زائر
اگر حسینؑ کی ماں آ گئی تو کیا ہوگا

"اے مدینہ ہم تیرے قابل نہیں"

کہتی تھیں رو رو کے بانوؑ حزیں
اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں
کربلا میں چھپ گیا ماہ مبیں

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!

اب نہ وہ زینبؑ نہ کلثومؑ ہے
شومِ بختی کی ہر اک سو دھوم ہے
حرمتِ آلِ نبیؐ معدوم ہے

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں

برچھیاں کھا کر کوئی تو مر گیا!
اور کوئی تلوار سے مارا گیا!
کوئی بچہ تیر سے زخمی ہوا!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں

شام کے زنداں سے چھٹ کر آئے ہیں
در بدر گلیوں میں پھر کر آئے ہیں
شاہؑ کی دخترؑ کو کھو کر آئے ہیں

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!

برچھیاں کھا کر علی اکبرؑ مرے
نہر پہ عباسؑ کے شانے کٹے!
ہاتھوں پہ شہؑ کے علی اصغرؑ گئے!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!

دل میں اُس دم ہوک سی اُٹھتی تھی آہ!
بھائی پر شمشیر جب چلتی تھی آہ!
سامنے میں دشت میں روتی تھی آہ!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!

کہتے ہیں کربلا کے ذرے سے فضا میں صدا ہے
عزت کی موت بہتر ذلت کی زندگی سے!

انجمن حیدری

کراچی

گوہر آباد

علی بستی

تعداد ممبران
2500

نوحہ نمبر
سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا!

از سید محمد ذکی
انجمن حیدری (علی بستی) کراچی

لوری گُھونٹا کہتی تھی مادر۔ سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا!
موند لے آنکھیں اے میرے دلبر۔ سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا!
آجا ری نندیا۔ نندیا آجا۔ ماں کے لبوں پر تھی یہی لوری
گھل مل جا نیندوں میں آکر سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
پیاس سے اب بے چین نہ ہونا تجھ کو ابھی سیراب کرونگی
پانی گئے ہیں لینے کوثرؑ ور۔ سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
مٹھیاں تو نے کیوں باندھی ہیں ننھے سے دل میں کیا ٹھانی ہے
بدلے بدلے کیوں ہیں تیور۔ سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
پیاس میں حق پہ جان جو دے گا ہے یقیں سیراب کرینگے!
گود میں لے کر ساقیؑ کوثر سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
لے کے بلائیں کہتی تھی بانو ہوتا جو بس میں یہ عمر سے بیٹا!
جان بھی کرتی تجھ پہ نچھاور سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
چھد گیا ہائے ننھا گلا جب تیر نے چھپایا قبر میں کہکر!
دیکھ نہ لے اس حال میں مادر سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا
غم سے لپٹ کر بن میں ذکی تھی ماں کی تصویر میں یہ حالت
کہتی تھی خالی جھولا جھلا کر۔ سو جا اصغرؑ پیاسے سو جا

نوحہ نمبر
پرسہ شہِ والا کا زہرہ کو دیا جائے

(از سید محمد ذکی)

(انجمن حیدری (علی بستی) کراچی)

پرسہ شہؑ والا کا زہرہؑ کو دیا جائے
سب چاک گریباں ہوں ماتم بھی کیا جائے

یہ حکم تھا حاکم کا سیراب ہوں سب لیکن
احمدؐ کے نواسے کو پانی نہ دیا جائے

اکبرؑ ہمیں تم لینے کب خود سے آؤ گے!
پیغام یہ صغراؑ کا اب کس کو دیا جائے!

باندھا ہے علم میں یوں مشکیزہ سکینہؑ کا
عباسؑ کا پرچم ہے پہچان لیا جائے

بھیا تیری میت پہ آئے گی بہن رن میں!
زینبؑ نے کہا سر سے جاتی ہے ردا جائے!

تھے بین سکینہؑ کے آجاؤ علی اصغرؑ
تم بن تو مرے ویرن پانی نہ پیا جائے

غربت میں یتیمی کی فریاد کرے کس سے
دُر بالی سکینہؑ کا جب چھین لیا جائے!

یہ کہکے ذکیؔ اِک دم بالی سکینہؑ نے
بن باپ کے دنیا میں کیا خاک جیا جائے!

نوحہ نمبر

کوئی پوچھے زبانِ خنجر و شمشیر سے پہلے

اَمز رئیس امروہوی

کوئی پوچھے زبانِ خنجر و شمشیر سے پہلے
نہ سلیے کربلا کا غم دلِ دلگیر سے پہلے!

علیؑ سے ابتدا ہے دہر میں دینِ محمدؐ کی
نہ تھا کوئی مسلماں ساتھ غیبر گیر سے پہلے

کہو یادِ علیؑ اس یاد سے ہے زندگی دل کی
پڑھو نادِ علیؑ ہر کوشش و تدبیر سے پہلے

انہی کے عشق سے انساں کو عشقِ الٰہی ہے
یہی تقدیرِ انسانی ہے ہر تقدیر سے پہلے

نظر میں ذرّہ ذرّہ کربلا کا عرشِ اعظم ہے!
ہمیں خاکِ شفا دیتا ہر ایک اکسیر سے پہلے!

اذاں اکبرؑ نے دی یوں صبحِ عاشورہ سرِ میداں
کہ خود آنسو نکل پڑتے تھے ہر تکبیر سے پہلے

وہی تیر آہ زخمی کر گیا حضرتؑ کے سینے کو!
گلوئے اصغرِ ناداں چھدا تھا تیر سے پہلے

چلے جب بعدِ اکبرؑ سوئے مقتل سر کٹانے کو!
اجازت لی امامِ وقت نے ہمشیر سے پہلے

گلے میں طوق تھا عابدؑ کے بازاروں میں کوفے کے
مریضِ غم کے زخمی پاؤں تھے زنجیر سے پہلے!

یقیناً صبرِ شبیری ہی زندہ کارنامہ ہے
نہ دیکھا صبر ایسا زینبؑ دلگیر سے پہلے

یہی غم دین و دُنیا میں ہے سرمایہ محبت کا
نہیں ہے کوئی غم اے دل غمِ شبیر سے پہلے!

غمِ شبیر سے ہوگا اثر فرقت کی آہوں میں!
رئیس احساسِ غم ہے آہ بے تاثیر سے پہلے
(انجمن حیدری علی بستی۔ کراچی)

نوحہ نمبر

حق کی گواہی چھپ نہ سکے گی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے!

(از مقبال نقوی امروہوی)

حق کی گواہی چھپ نہ سکے گی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے
مقتل کی دہلیز پہ آکر خون کا قطرہ بول رہا ہے!

کب یہ حقیقت آج چھپی ہے فتح و ظفر کا نام علیؑ ہے
مقتل مقتل خود ہے گواہی غزوہ غزوہ بول رہا ہے

ساحل پر آیا ہے بہادر چوم رہی ہے پاؤں ترائی!
موجوں نے لب کھول دیئے ہیں بہتا دریا بول رہا ہے!

زندہ وفا کا نام رہے گا حرفِ صداقت عام رہے گا
لَب زبانیں چپ ہیں تو کیا ہے ظلم کا چہرہ بول رہا ہے

اُف یہ جلالت حق کے ولی کی شان رجز عباسؑ علیؑ کی!
لاکھوں بزدل سکتے میں ہیں شیر اکیلا بول رہا ہے!

رن میں دیا جب شاہ نے خطبہ نور ہدایت بام پہ چمکا
کیوں نہ ملے ایمان کو حرارت علم کا کعبہ بول رہا ہے

مرنے والے مر تو چکے ہیں لیکن ان کا عزم ہے زندہ!
لہجہ میں تاریخ کے اب بھی خون وفا کا بول رہا ہے

مقتل میں جانے کی اُمیدیں عونؑ و محمدؑ دل میں لئے ہیں
پلکوں پہ اشکوں کی زباں میں حرفِ تمنّا بول رہا ہے

کوئی کیسے پہچانے کیوں کہ جسم بکھرے ہیں سر بھی کٹے ہیں
لاشں پہ رکھی ہے اک دولہا کی بکھرا سہرہ بول رہا ہے

ذکرِ خدا کو حق کی زباں دی اکبرؑ نے مقتل میں اذاں دی
ارض و سما ہیں محوِ عبادت ذرّہ ذرّہ بول رہا ہے

رن کی اجازت کا طالب ہے جھولے میں بچہ کا تڑپنا
اصغرؑ کی معصوم ادا میں دل کا ارادہ بول رہا ہے

سرورؑ نے تقریر جو کی ہے تیر چلائے ہیں اعدا نے
یہ بھی مسلمانوں نے نہ دیکھا کس کا نواسہ بول رہا ہے

درد ہلال اک غم کی زباں ہے یہ زخموں کا طرزِ بیاں ہے
ماتم کی آواز میں ڈھل کر روح کا جذبہ بول رہا ہے!

(انجمن حیدری علی بستی کراچی)

نوحہ نمبر
ہم آنِ علیؑ جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہیں
(از آرزو اکبر آبادی)

ہم آنِ علیؑ جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہیں
تبلیغِ رسالتؐ کے لئے نقشِ جلی ہیں!

ہم لوگوں سے سیکھے کوئی مرنے کا سلیقہ!
طوفانِ حوادث میں ابھرنے کا سلیقہ!
ہم سرحدِ باطل پہ چراغانِ علیؑ ہیں

ہم بدر میں صفین میں خیبر میں ملیں گے
ہر موڑ پہ ہم دین کے لشکر میں ملیں گے!
ہم روزِ ازل ہی سے فدایانِ علیؑ ہیں

ہم سے ہوئی ہر بزم میں باطل کی تباہی
ہم لوگ ہیں ہر حال میں تقدیرِ الٰہی
مشہد سے نجف تک سرِ میدانِ علیؑ ہیں

قاتل کو بھی ہم شربتِ شیریں کا صلہ دیں!
جو خون بہائے اُسے ہم شہد پلا دیں!
ہم کوثر و تسنیم بہ عنوانِ علیؑ ہیں

ہم کیا ہیں یہ بغداد کی دیواروں سے پوچھو!
ہم کون ہیں خون آشنا تلواروں سے پوچھو!
ہم قتل گہہ عشق پہ احسانِ علیؑ ہیں

ہم وہ ہیں کہ مردانِ جفا جن سے خجل ہیں
افسانۂ ماضی نہیں ہم حال کا دل ہیں
ہم جود و سخا والے ہیں فیضانِ علی ہیں

ہم سامرہ و کرب و بلا والے ہیں لوگو!
بغداد کے مقتل میں خدا والے ہیں لوگو!
ہم اہلِ نجف بن کے رضا والے ہیں لوگو!
سرکارِ مدینہ کی دعا والے ہیں لوگو!

ہم فاطمی تاریخ میں عنوانِ علیؑ ہیں
مولائیؑ ہیں مولاؑ کے لئے جان بھی دیں گے!
یہ کفر ہے تو کفر کا اِلزام بھی لیں گے !!
ہم لوگ تو سربر و ثناخوانِ علیؑ ہیں

تبلیغ رسالتؐ کے لئے نقشِ جلی ہے
یہ آنِ علیؑ جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہے

جو دَرپئے آزار تھا کل تک سرِ میدان
اور جس سے تہہ تیغ تھا مُنہ بولتا قرآن
وہ آج بھی دنیا میں پشیمانِ علیؑ ہے

وہ تیر لگا اصغرِ کم سن کے گلے پر!
وہ بانوئے مُضطر نکل آئیں ہیں کھلے سر
شبیرؑ ہیں اور سورۂ قرآنِ علیؑ ہے

جس وقت کہ جکڑے گئے معصوم کے بازو
ظالم نے دیا حکم نہ نکلے کوئی آنسو!
اِس وقت بھی خاموش ھُدیٰ خوانِ علیؑ ہے

بولیں یہ سکینہؑ چچا عباسؑ کہاں ہیں
جن سے ہے میرے جینے کی ہر آس کہاں ہیں
زینبؑ نے کہا رو کے وہ مہمانِ علیؑ ہے

بولے یہ شقاوت کے دھنی کیسے جلائیں!
کیسے بھلا زندان کو ہم آگ لگائیں!
شعلوں کی پناہوں میں شبستانِ علیؑ ہے

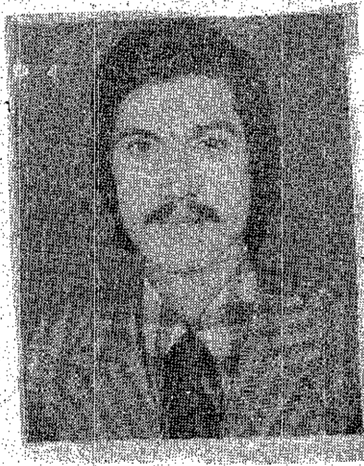

صاحب بیاض
سیّد ابرار حسین

حیدر آباد کالونی
کراچی

نوحہ نمبر
شہ کا ماتم ہے نوحہ خوانی ہے!

از ساحر فیض آبادی

شہ کا ماتم ہے نوحہ خوانی ہے / غمزدہ دل کی ترجمانی ہے
دل کو قابو میں رکھیں اہلِ عزا! / داستانِ الم سنانی ہے
میزبانی کا حق ادا کیجئے / مہماں فاطمہ کا جانی ہے
راہِ مولا میں کیوں نہ مر جائیں / آخر اِک دن تو موت آنی ہے
تشنہ لب ہیں حسینؑ کے اطفال / شرم سے نہر پانی پانی ہے
کہہ رہے ہیں سوالِ آب حسینؑ / بات کب شبیر کی نہ مانی ہے
منزلِ امتحاں میں ہیں شبیرؑ / ضعفِ پیری ہے ناتوانی ہے
شہ کی نظروں میں ہے شبیہ رسولؐ / دل کی ڈھارس یہ نوجوانی ہے
دیکھنا انتہائے صبرِ حسینؑ / لاشِ اکبرؑ ابھی اٹھانی ہے
شدتِ غم ہے کہ گا تیرِ ستم / زد پہ اصغر کی بے زبانی ہے
بنتِ زہرہ کی بیکسی کی گواہ / جلتے خیموں کی پاسبانی ہے
ہم سے چھینے گا کون مشک و علم / یہ عباسؑ کی نشانی ہے
کچھ تو سوچو کہ آلِ احمدؐ پر / کون ظلم و ستم کا بانی ہے
حق پرستی ہے زندگی ساحر
کربلا شرحِ زندگانی ہے!

نوحہ نمبر
چلے رن کو آغوشِ زینب کے پالے — از زاہد فتحپوری

چلے رن کو آغوشِ زینبؑ کے پالے / کھڑے ہیں حرم اپنے دل کو سنبھالے

پئے جنگ ماں نے کیا ان کو رخصت　　نہ منت بڑھائی نہ ارماں نکالے
اچانک فضا میں اِک آواز گونجی!　　پلٹ آؤ ماں پھر گلے سے لگا لے
علیؑ کے نواسے ہیں عون و محمدؑ　　سپاہِ حسینؑ کے کمسن جیالے
وغا ان سے کرنا کچھ آساں نہیں ہے　　کوئی اِن سے پہلے نظر تو ملا لے
ضمانت جو زینبؑ نے بچوں کی پائی　　ادا شکرِ خالق کیا دل سنبھالے
تصدق کئے ہیں نے عونؑ و محمدؑ　　مرے بھائی کو میرے مالک بچا لے
کہاں کھو گئے ہائے عباسؑ و اکبرؑ　　دمِ عصر تھے بنتِ زہرا کے نالے
یہ تاریک عالم یہ امواجِ طوفاں　　خدا ہی بھنور سے سفینہ نکالے
لٹے جس کا گلشن بس اِک دوپہر میں　　وہ کس طرح اپنا کلیجہ سنبھالے

یہ دکھیاری ماں کی کہانی ہے ناصر
سمجھتے ہیں اس غم کو اولاد والے

نوحہ نمبر

درِ خیمہ سے یہ ہمشیر نے منظر دیکھا!

(از صفدر لوگانوی)

درِ خیمہ سے یہ ہمشیر نے منظر دیکھا　　بھائی کے حلق پہ چلتا ہوا خنجر دیکھا
زینبِ خستہ جگر خاک پہ غش کھا کے گری　　ہائے جب نوکِ سناں پر سرِ سرورؑ دیکھا
کٹ گئے کرب و بلا میں جو حسینؑ ابنِ علیؑ　　ایسا سجدہ نہ کبھی پھر تہِ خنجر دیکھا
کہاں تشنہ ہے کہاں تیر سہ پہلو ظالم　　تیر دیکھا نہ گلوئے علیؑ اصغرؑ دیکھا
پلٹی خیمے سے جو باہر نکل آئی باصرہ　　شہ کو لاتے ہوئے جب لاشۂ اکبرؑ دیکھا
شہؑ کا زانو بھی ہے رومال بھی ہے زہراؑ کا　　حشر کا جیسا تو کسی کا نہ مقدر دیکھا
سجدۂ شکر کیا دیں پہ لٹا کر سب کچھ　　کوئی دنیا میں نہ شبیرؑ کا ہمسر دیکھا

نہ عبادت نہ شجاعت نہ سخاوت کا جواب — ہم نے ایسا نہ کوئی بندۂ داور دیکھا
جاں نثاروں کو لئے کٹنے سر چلے اے صفدر
شہؑ نے مٹتے ہوئے جب دینِ پیمبرؐ دیکھا

نوحہ نمبر

صدقے ہو یہ مادر!

از عشرت جہاں آفرین

میت پہ سکینہؑ کی یہ ماں کہتی تھی رو کر ___ صدقے ہو یہ مادر
بن ماں کے بھلا نیند تمہیں آئیگی کیونکر ___ صدقے ہو یہ مادر
در کھل گیا زنداں کا دیکھو مری جانی ___ لو آ گیا پانی
جی بھر کے دہم سے نہ ہوا آب میسر! ___ صدقے ہو یہ مادر
گھر جانا ہے دادی کے ذرا بال سنوا رو ___ کرتا یہ اتارو!
بھجوائے ہیں حاکم نے مری بی بی کے گوہر! ___ صدقے ہو یہ مادر
اماں کی طرف نرگسی آنکھوں کو کرو یا نہ! ___ کیوں ہو گئیں ناراض
کھلوانے کو آئے ہیں حسنؑ سبط پیمبرؐ ___ صدقے ہو یہ مادر
جاؤ گی زیارت کو نانا کی لحد کی۔! ___ بولو مری پیاری
شب بھر تو بہت یاد تمہیں آئے تھے سرورؑ ___ صدقے ہو یہ مادر
کل فاطمہؑ صغراؑ کو بھی تم پوچھ رہی تھیں ___ کیا جان گئی تھیں!
اب جیتے ہوئے تم کو نہیں پائے گی خواہر ___ صدقے ہو یہ مادر!
کیوں سوتی ہے لوگو مری بچی کو جگا دو۔ آواز سنا دو!
اس چاند سے چہرے پہ نہ ڈالو ابھی چادر صدقے ہو یہ مادر!

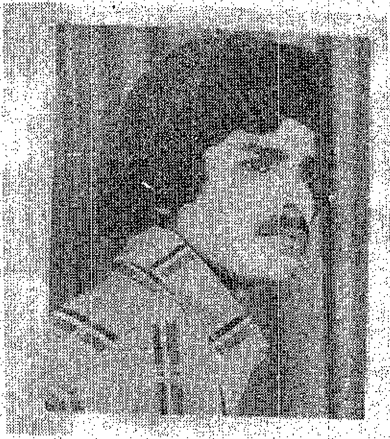

صاحب بیاض

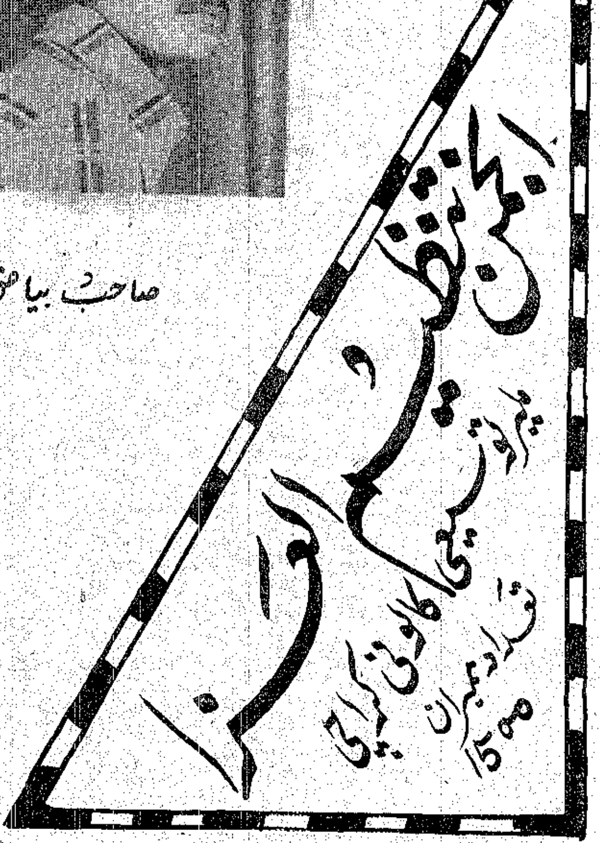

نوحہ نمبر
ملّت کا شیدا حق کا شناسا!

ملّت کا شیدا حق کا شناسا　　پیارے نبیؐ کا پیارا نواسا
دریا کنارے دو دن کا پیاسا
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

کرب و بلا میں یثرب سے آ کے　　بھٹکے ہوؤں کو رستہ بتا کے
انسانیت کا پیغام لا کے!
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

اک اک وفا کے پیکر کو لے کر　　اکبرؑ کو لے کر اصغرؑ کو لے کر
ہمراہ اپنے گھر بھر کو لے کر!
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

وہ اہل آنا کے گھر کا اُجالا　　وہ فاطمہؑ کی گودی کا پالا!
تقدیس و تطہیر والا
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

پھیرے پہ کیسی تابندگی ہے　　مظلومیت کی پائندگی ہے
لاشے سے پیدا کیا زندگی ہے
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

اہلِ حرم کے دل ہیں نرالے　　بیٹھے ہوئے ہیں غم کو سنبھالے
چپ رہ گئے ہیں سب رونے والے
مارا گیا ہے راہِ خدا میں!

بستی سے کہہ دو صحرا سے کہہ دو خشکی سے کہہ دو دریا سے کہہ دو
مظلوم ہے وہ دنیا سے کہہ دو
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

ہوتا ہے اس کے جادہ پہ راہی بیدار ہو جا اے بے کلاہی
فوج خدا کا نامی سپاہی
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

اے نجم دیکھو یہ حق نمائی اللہ اس کے غم کی رسائی
دَر دَر آتا ہے ساری خدائی
مارا گیا ہے راہِ خدا میں

نوحہ نمبر
کیا صفِ ماتم پہ بیٹھے ہو عزادارو اٹھو!

کیا صفِ ماتم پہ بیٹھے ہو عزادارو اٹھو دَر دَر سے دنیا کو کہہ دو درد کے مارے اٹھو
حریت کی روحِ اعظم کے پرستارو اٹھو فاطمہؑ کے لاڈلے پر جان و دل وارو اٹھو
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

سرفروشانِ اجل کی وہ حسیں قربانیاں وہ کٹا سودا مگر جانوں کی وہ ارزانیاں
بے وضو سجدوں سے ظاہر بے سروسامانیاں یاد ہوں گی خون میں ڈوبی ہوئی پیشانیاں
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

خلق سے کہہ دو کہ یہ شانِ شہادت دیکھ لے تین دن کے بھوکے پیاسوں کی شجاعت دیکھ لے

دِل پہن رکھے ہیں نہ رہیں یہ جلالت دیکھ لے ۔ ایک سے ہے ایک معصوم صورت دیکھ لے
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھوا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

حق کی قربان گاہ پہ شبیر علی کا لاشہ بھی ہے ۔ یادگارِ شاہِ خیبر گیر کا لاشہ بھی ہے
اک رسول اللہ کی تصویر کا لاشہ بھی ہے ۔ گود میں شبیر کے بے شیر کا لاشہ بھی ہے
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھوا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

رہ گیا باقی ابد تک نام کہتے ہیں اسے ۔ جی اٹھی ملت خدا کی کام کہتے ہیں اسے
کٹ گئے کتنے گلے پیغام کہتے ہیں اسے ۔ اے مسلماں دیکھ لے اسلام کہتے ہیں اسے
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھوا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

رہ روش پہ فوجِ حسینی کا علم لیکر چلو ۔ یاد میں عباس کی باچشم نم لے کر چلو
پاؤں تھک جائیں تو ہمت کے قدم لیکر چلو ۔ نجم آگے بڑھ ہاتھ میں قلم لے کر چلو
چہرۂ روشن دکھا کر فطرتِ اسلام کا
کلمہ پڑھوا دو شہیدِ کربلا کے نام کا

نوحہ نمبر

راج دُلارا زہرا کا زخمی ہے اور پیاسا ہے

راج دُلارا زہرا کا زخمی ہے اور پیاسا ہے
بوند نہیں ہے پانی کی خون کا دریا بہتا ہے
گیتی اونچی ہوتی ہے گرنے نہ دیگی گھوڑے سے !
اپنی گود میں لے لیگی گھر کی گود کا پالا ہے !!

اکبرؑ و قاسمؑ کوئی نہیں آس ہمارے لڑکے سے بندھے
دریا چھیننے والا بھی دریا چھین کے سوتا ہے
خون کی ندی ایسی چڑھی صبح سے لیکر شام تلک
چاند نبیؐ کے ڈوب گئے سورج ڈوبنے والا ہے

حلق پہ تیغ قاتل ہے جان پیمبرؐ سجدہ میں!
دونوں عالم صدقے ہیں کیسا پیارا سجدہ ہے
کل جو نبیؐ کے دوش پہ تھا آج وہ سر ہے نیزہ پر
ایک زمانہ ایسا تھا ایک زمانہ ایسا ہے!

بجھ گئی شمع دینِ نبیؐ دشتِ بلا کیا روشن ہو!
بیچ میں جیسے جلتے ہیں چار طرف اندھیارا ہے
موت یہ تیری کیسی ہے مرنے والے تیرے لئےؑ!
مجلس لبتی ہے ماتم صحرا صحرا ہے

چار پہر کی منزل تھی آٹھ پہر اب چرچے ہیں!
کام کی گھڑیاں بیت گئیں نام کا ڈنکا بجتا ہے!
نجم عزادر ملت سے جلوہ طراز کرب و بلا!!
ایسا مجاہد عالم میں نازدو عالم ہوتا ہے

نوحہ نمبر

بابا بتائیے میرے عمو کہاں گئے

(تنظیم العزا)

(از ساحر فیضؔ آبادی)

جب رن میں جان نثار امام زماں گئے!
عباسؑ لیکے فوج خدا کا نشان گئے!

بولی سکینہؑ ہائے مرے مہرباں گئے!
پانی ملا کہ نہر سے تشنہ دہاں گئے!
بابا بتایئے مرے عموؑ کہاں گئے

مقتل میں سب ہمارے صغیر و جواں گئے
میدان کارزار کے اوجِ رواں گئے
دشتِ بلا میں آئے تھے جو میہماں گئے
سنتی ہوں بھائیؑ جان بھی سوئے جناں گئے
بابا بتایئے مرے عموؑ کہاں گئے

محشر بپا ہے دیکھئے کیا رزم گاہ میں
جو بھی گیا شہید ہوا حق کی راہ میں
بجتے ہیں شادیانے یزیدی سپاہ میں
سارا جہاں اداس ہے میری نگاہ میں
بابا بتایئے مرے عموؑ کہاں گئے

پانی کا ہم سے کہہ کے بہانہ چلے گئے
تشنہ لبوں کو دے کے دلاسا چلے گئے
سیدانیوں کو چھوڑ کے روتا چلے گئے
مجھ کو نہ ساتھ لے گئے تنہا چلے گئے!
بابا بتایئے مرے عموؑ کہاں گئے

وعدہ کیا تھا مجھ سے کہ پانی پلائیں گے
دریا سے کیا خبر تھی کہیں اور جائیں گے
کیا میرے جیتے جی کبھی واپس بھی آئیں گے
آئیں گے بھی تو ہائے کہاں مجھ کو پائیں گے

آئیں نہ اپنے خون میں نہائے ہوئے کہیں!
بازو کٹیں نہ تیغ چلاتے ہوئے کہیں
رستے میں رُک گئے ہوں نہ آتے ہوئے کہیں
دیکھا تو ہوگا آپ نے جاتے ہوئے کہیں
بابا بتایئے مرے عمّو کہاں گئے

میرے چچا کا حال خدارا سنایئے
میں منتظر ہوں دیر سے خیمے میں آیئے
خاموش کیوں کھڑے ہیں ذرا بیٹھ جایئے
للہ مجھ کو مشک و علم تو دکھایئے
بابا بتایئے مرے عمّو کہاں گئے

کچھ دیر پہلے کوئی نہیں تھا فرات پر
تھا میرے عمّو جان کا قبضہ فرات پر
پھر کچھ خبر نہیں کہ ہوا کیا فرات پر
اب کیوں ہے فوجِ شام کا پہرا فرات پر
بابا بتایئے مرے عمّو کہاں گئے!

جو کچھ بھی ظلم ہوگا وہ دل پر سہوں گی میں
پانی کا نام بھول کے بھی اب نہ لوں گی میں!
ہرگز نہ اپنی پیاس کا شکوہ کروں گی میں!
جب تک بتایئے گا نہ روتی رہوں گی میں
بابا بتایئے میرے عمّو کہاں گئے!

اب میرے دل کی بات کو سمجھا کرے گا کون
میں روٹھ جاؤں گی تو منایا کرے گا کون

مجھ کو اُٹھا کے گود میں ٹہلا کرے گا کون
جاؤں گی جب یہاں سے تو پیدا کرے گا کون
بابا بتائیے مرے عمّو کہاں گئے

اعدا ہمیں ستائیں نہ مجبور جان کر
خیموں میں گھس نہ آئیں کہیں بانیانِ شر
گھر ہر مرے نہ چھینے کہیں کوئی بد گہر
کس سے کہوں گی مارے طمانچے کوئی اگر!
بابا بتائیے مرے عمّو کہاں گئے

ہونٹوں پہ دم ہے پیاس کی شدت تو دیکھئے
اس حال میں بتائیے کیسے کوئی جئے
روضے پہ اپنے جد کے مجھے بھیج دیجئے!
عمّو مرے جہاں بھی ہوں جلدی لائیے!
بابا بتائیے مرے عمّو کہاں گئے

مصروفِ غم ہیں سارے شہیداں کے سوگوار
سقائے اہلِ بیتؑ کے ماتم میں اشکبار
ساحرؔ وفائے حضرت عباسؑ پہ نثار
اُس پر سلام جس نے کہا شہہ سے بار بار
بابا بتائیے مرے عمّو کہاں گئے!

الوداع نوحہ نمبر

ختم ہے اہلِ عزا غم کی کہانی الوداع

(از ساحرؔ فیض آبادی)

ختم ہے اہلِ عزا غم کی کہانی الوداع
الوداع اے فاطمہؑ زہرا کے جانی الوداع

راہِ حق میں سر کٹا کر عالمِ اسلام کو / بخشنے والے حیاتِ جاودانی الوداع

آ چکی ہیں فاطمہؑ بیٹے کے پُرسے کے لئے / پھٹ کر سینہ کہو زہرا کے جانی الوداع

ہے شریکِ مجلسِ غم شاہ کی دُکھیا بہن! / جس نے کی اہلِ حرم کی پاسبانی الوداع

وہ علمدارِ حسینی دیکھ کر جس کا جلال! / بے قرار اب تک ہے دریا کی روانی الوداع

ماں کے ارمانوں کو خاک و خوں میں غلطاں دیکھ کر / لاش پہ روتی ہے جس کی نوجوانی الوداع

ہائے وہ بالی سکینہؑ اور وہ اُس کی بیکسی / غش پہ غش کھاتی تھی جو کہہ کہہ کے پانی الوداع

اُٹھ کے عموّ جا کے اب دریا سے پانی لائیے / جان لیتی ہے مری تشنہ دہانی الوداع

تیر کھا کر مسکرایا جو پدر کی گود میں! / دل ہلا دیتی ہے جس کی بے زبانی الوداع

اس عزاخانے کے مہماں آج رخصت ہو چلے / کہہ رہی ہیں کہ کے آنکھیں خوں فشانی الوداع

کس طرح ساحرؔ زباں سے ہم خدا حافظ کہیں
اشکِ غم کرتے ہیں دل کی ترجمانی الوداع

سلام نوحہ نمبر
اہلِ دل آج بھی ہیں دین کے سردار کے ساتھ

(از ساحرؔ فیض آبادی)

کربلا میں جو ہوا عترتِ اطہار کے ساتھ
ہوتے سو بار تو ہوتا یہی سو بار کے ساتھ

اہلِ دل آج بھی ہیں دین کے سردار کے ساتھ
دل بدلتے ہیں کہیں وقت کی رفتار کے ساتھ

نہ مسلماں کے پرستار نہ کفار کے ساتھ!
ہم وفادار ہیں رہتے ہیں وفادار کے ساتھ!

جن شہیدوں کے لہو سے ہوئی تعمیرِ حرم
ان کا سایہ بھی تو ہے سایۂ دیوار کے ساتھ

بات بگڑی ہوئی بن جائے جو نظروں میں رہے
اپنا کردار بھی شبیرؑ کے کردار کے ساتھ

کربلا ہے دلِ مظلوم کی پہلی آواز
جس نے دی ہم کو زباں جراتِ اظہار کے ساتھ

دیدہ و دل پہ ہے یکساں غمِ سرور کا اثر!
گرم آنسو بھی تو ہیں آہِ شرربار کے ساتھ

تشنہ کامی کا فسانہ ہے یہ عنوانِ وفا
تیرگی مشکِ سکینہؑ کا علمدار کے ساتھ

صفیں لشکر کی اُلٹ کر یہ پکارے عباسؑ!
زورِ بازوئے علیؑ چاہیئے تلوار کے ساتھ!

اے حسینؑ اپنے عزادار پہ کچھ اور کرم!
جذبۂ غم بھی عطا ہو دلِ بیدار کے ساتھ

زیب نمبر
گونجی ہے تہِ تیغ بھی تکبیر کی آواز!

گونجی ہے تہِ تیغ بھی تکبیر کی آواز
قرآن کی آواز ہے شبیرؑ کی آواز
ڈوبی ہے اثر میں دلِ دلگیر کی آواز
آواز ہے کیا ماتمِ شبیر کی آواز

امداد طلب حق کی حمایت کے لئے ہے
کونین میں گونجی ہوئی شبیر کی آواز!

جینے کی تمنا میں ہوا موت کا ارمان!
حُر نے جو سُنی عذر سے تقدیر کی آواز

اکبر کی اذاں سے تھا اندھیرے میں اُجالا!
کیا نور سے معمور تھی تکبیر کی آواز

اکبرؑ ہیں کہ اسلام کی مُنہ بولتی تصویر!
اُٹھتی ہے دلوں میں اِسی تصویر کی آواز!

اصغرؑ کا گلا چھد گیا پیکانِ ستم سے
بانو کے کلیجے میں چبھی تیر کی آواز

اکبرؑ سے گلے مِل کے خموشی سے پُکاری!
اِس طرح گلوگیر ہوئی تیر کی آواز

عابد جو چلے طوق و سلاسل میں گرفتار
ماتم کی صدا بن گئی زنجیر کی آواز

تو نے بھی سُنی ہوگی سکوتِ شبِ عاشور!
جنگل میں کسی مادرِ دلگیر کی آواز

پیہم دلِ انساں کی گرہ کھول رہی ہے
شبیرؑ ترے ناخنِ تدبیر کی آواز

ہر دور میں ہے نوعِ بشر کے لیے ساحر!
پیغامِ عمل حضرتِ شبیرؑ کی آواز

منظوم دعا نوحہ نمبر

اختتامِ مجلس پر زیارت پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے جملہ مومنین حاضرین آمین کہیں۔ (مصنف)

بہرِ ارواحِ انبیائے خُدا — بہرِ ارواحِ اولیائے ہُدیٰ

بہرِ ارواحِ چہاردہ معصوم!
یا الٰہی کریں امامؑ ظہور
قلم اور کفر سے جہاں ہو صاف
عُلماءِ دین کے رہیں خورسند
دینداروں کے سب ادا ہوں دین
لاولد جو ہیں ان کو دے فرزند
جن کے فرزند ہوویں ناکارہ!
حاجتیں مومنوں کی بر آویں
بخش ہر اک کے باپ اور ماں کو
خاص کر جو ہیں حاضرِ محفل!
ہے جو بانی عزا کی محفل کا
ہو ترقی میں عمر و دولت و جاں
فاتحہ پڑھ لو دوستانِ رسولؐ

بہرِ ارواحِ سیدِ مظلوم
کہ محبوں کے ہوویں دل مسرور
ایک مذہب ہو قاف سے تا قاف!
رُتبۂ علم ہو ہمیشہ بلند!
جو کہ ہوں رنج میں وہ پائیں چین!
ہوویں پیدا خلفِ سعادت مند
اُن کو کر نیک ہوں نہ آوارہ
جو کہ بیمار ہیں شفا پاویں!
عفو کر مومنوں کے عصیاں کو
کھول دے انکے عقدۂ مشکل
اُس کا بر آوے مدّعا دل کا
حاجت اُنکی بر آوے خاطر خواہ
تاکہ بیتاب کی دعا ہو مقبول!

نوحہ نمبر ۱

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی مرے بیر حسینؑ

(از بادشاہِ سخن حضرت مرزا دبیر مرحوم)

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی مرے بیر حسینؑ
خاک میں کس نے ملائی تری تصویر حسینؑ

اماں زہراؑ کا جنازہ تو اُٹھا تھا شب کو!
مجھکو بلوے میں لئے جاتے ہیں بے پیر حسینؑ

تم تو پردیس میں سر اپنا کٹا کر سوئے!
ننگے سر اُٹھی ہے حجرے سے تو ہمشیر حسینؑ

رات دن ورد زباں تھا مجھے بھائی بھائی!
اب اجی کس کو کہے زینبؑ دلگیر حسینؑ!

تیرے رتبے کی کسی نے نہ شناسائی کی
یہ نہ سمجھے کہ ہے قرآن کی تفسیر حسینؑ

بچپن کہ ماں باپ کو اور بھائی حسنؑ کو روئی!
کیا بری تھی مری بچپن ہی سے تقدیر حسینؑ!

پوچھتا ظالموں سے کوئی نہیں تیرے بغیر
کیا یتیموں کی یہی ہوتی ہے توقیر حسینؑ

تم کو منصب تو شہادت کا خدا نے بخشا!
ہم کو قسمت نے دی زنداں کی جاگیر حسینؑ!

شاہؑ کے تن حلق بریدہ سے یہ آواز آئی
سُن یہ ہمراہ چلے گا ترے ہمشیر حسینؑ

نوحہ

شاہ کا سر کٹ گیا تیغ جفا خاموش ہے

شاہ کا سر کٹ گیا تیغ جفا خاموش ہے
آسماں تصویرِ غم دشتِ بلا خاموش ہے

وہ ہمکنا، مسکرانا اور لپٹنا شاہ سے
اصغرِ معصوم کی اب ہر ادا خاموش ہے

چھد گیا حلقوم اور اصغرؑ تڑپ کر مر گئے!
حلقِ اصغرؑ چیر کر تیرِ جفا خاموش ہے!

اب نہ دریا میں تلاطم ہے نہ موجیں بیقرار!
ہائے اصغرؑ کشتۂ تیرِ جفا خاموش ہے!
رُک گئی نبضِ دو عالم تھرتھرائی کائنات
زیرِ خنجر بادشاہِ کربلا خاموش ہے
بے کفن لاشیں عزیزوں کی پڑی ہیں جابجا
شاہ بیکس پیکرِ صبر و رضا خاموش ہے
خیمہ گاہ میں حشر ہے آواز دو عباسؑ کو
چھن رہی ہیں چادریں جانِ وفا خاموش ہے
جس کے پردے کے محافظ اکبرؑ و عباسؑ تھے!
آج بلوے میں وہ زینبؑ بے ردا خاموش ہے!
بند ہو کر رہ گئیں اکبرؑ کے دل کی دھڑکنیں
قاصدِ صغراؑ پریشان ہے فضا خاموش ہے
روتے روتے مر گئی شاید سکینہؑ قید میں!
رات ہے تاریک زنداں کی فضا خاموش ہے!
خندہ زن ہیں اشقیا دربارِ میرِ شام میں!
سر برہنہ دخترِ خیر النساء خاموش ہے!
کھینچ لی بیٹے کے سینے سے سناں شبیرؑ نے
اک تحیر میں ہجومِ انبیاء خاموش ہے
خاک کر ڈالا سناں نے دلِ رسول اللہ کا!!
خاک اور خوں میں شبیہِ مصطفےٰ خاموش ہے
شور ہے افلاک میں بربادیٔ شبیرؑ کا!
دورِ گردِ فنا محسن آلِ عبا خاموش ہے!

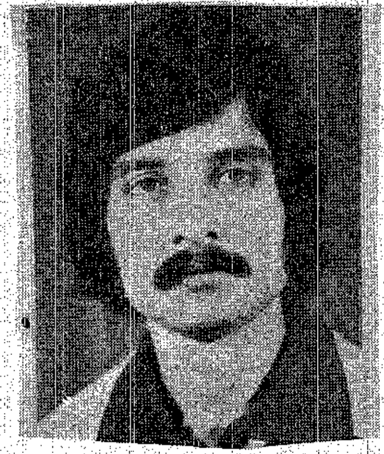

صاحبِ بیاض
جناب حسن زیدی صاحب
(ایم۔ اے)

انجمن محبانِ حسینی
لیاقت آباد
کراچی
تعدادِ ممبران ۱۵۰

منزلِ کوفہ میں کیا صدمے پڑے سجادؑ پر!
اَللہ اَللہ ضبطِ غم زین العباؑ خاموش ہے
عابدؑ بیمار اور وہ تازیانے شمر لعیں کے!
طوق ہے گلے میں اور زنجیر پا خاموش ہے

نوحہ نمبر

ٹوٹے دلوں کی آس ہیں میرے مولا عباسؑ

(از حسن زیدی)

ٹوٹے دلوں کی آس ہیں میرے مولا عباسؑ
مظلوم و بیکس کی آس ہیں میرے مولا عباسؑ

شیرِ خدا کے دُلارے — شبیرؑ و شبرؑ کے پیارے
آقا میرے عباسؑ ۔ یا عباسؑ

بچے ہیں خیموں میں پیاسے — دیتی ہیں مائیں دلاسے
ان کی بجھا دو پیاس ۔ یا عباسؑ

صغراؑ نے خط میں یہ لکھا — عباسؑ آئے نہ بھیا
کربل کیا آیا راس ۔ یا عباسؑ

چپ آسماں اور زمیں ہے — شہ کا تو کوئی نہیں ہے!
تم ہو اگر عباسؑ ۔ یا عباسؑ

رو رو کے زینبؑ پکاری — دکھیا ہوں اور غم کی ماری
آتا ہے یوں وسواس ۔ یا عباسؑ

تیروں کی بارش نے گھیرا — ہر سمت مولا نے دیکھا
کوئی نہیں تھا پاس ۔ یا عباسؑ

رو رو سکینہؑ پکارے ‎ ‎ ‎ کانوں سے گوہر اتارے
سنتے نہیں عباسؑ ۔ یا عباسؑ

شبیرؑ بھی اب سدھارے ‎ ‎ ‎ دکھ درد کے اب ہیں مارے
کوئی نہیں ہے پاس ۔ یا عباسؑ

ٹوٹی امیدیں جگا دو ‎ ‎ ‎ رونے یہ اپنے بلا لو!
یہ ہے حسنؑ کی آس یا عباسؑ

نوحہ نمبر ۲۷

کہا لیلیٰ نے یہ رو کر علی اکبرؑ علی اکبرؑ (الحسینی)

کہا لیلیٰ نے رو کر علی اکبرؑ علی اکبرؑ
ہو واری تجھ پہ یہ مادر علی اکبرؑ علی اکبرؑ

وہ تیرا چاند سا چہرہ بسا ہے میری آنکھوں میں!
تیری کڑیل جوانی اب تک ہے ارمانوں میں!
میرے حیدرؑ صفدر ۔ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

میرا ارمان تھا ایک دن تجھے دولھا بناؤں گی!
مبارکبادیاں لوں گی کلیجے سے لگاؤں گی!
کہاں ڈوبا میرا اختر علی اکبرؑ علی اکبرؑ

پھوپھی زینبؑ نے بچپن سے تجھے پالا تھا اے بیٹا
یہ حسرت تھی انھیں بھی دیکھتیں اک دن تیرا سہرا
وہ روتی ہیں یہی کہہ کر ۔ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

سکینہؑ بھی تیری چاہت میں اس طرح تڑپتی ہے
کبھی ہاتھوں کو سینے پر کبھی سر کو پٹکتی ہے!

اُسے چین آئے گا کیونکر۔ علیؑ اکبر علی اکبرؑ
چھِدا برچھی سے سینہ اس طرح تیرا علی اکبرؑ
نظر آتا تھا بہتا خون کا دھارا علی اکبرؑ
نہ دیکھا جائے یہ منظر۔ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

میں ماں ہوں دل مرا رہ رہ کے پہلو میں مچلتا ہے
تری فرقت میں بیٹا تیری ماں کا دم نکلتا ہے
گیا اسکا چین لوٹے کر۔ علی اکبرؑ علی اکبرؑ

حسینؑ ابن علیؑ تنہا ہیں اور چاروں طرف اعدا!
بس اب امام حجت بن گیا ہے آخری سجدا
گئے پیچھے تم اذاں دیکر علی اکبرؑ علی اکبرؑ

حسنؔ جائے گا دنیا سے یہی کہتے ہوئے مولا
زیارت کربلا کی ہو میسر مجھ کو بھی آقا!
یہی کہتا ہے دل رو کر علی اکبرؑ علی اکبرؑ

نوحہ نمبر

باطل ہے تو نیزے پر قرآن اٹھاتا ہے

باطل ہے تو نیزے پر قرآن اُٹھاتا ہے
حق وہ ہے جو نیزے پر قرآن سُناتا ہے
روزِ شبِ عاشورہ اک حشر سا برپا ہے
اعدا جسے گھیرے ہیں احمدؐ کا نواسا ہے
وہ بے کس و تنہا ہے دو روز کا پیاسا ہے
اک سانس کہ آتی ہے اک دم ہے کہ جاتا ہے

گھوڑے کو ست ہو دیں جب اِک ایڑ لگاتے ہیں
وہ پیچھے کو آتا ہے یہ آگے بڑھاتے ہیں
فرمانے لگے راکب کیا تیرے ارادے ہیں
وہ کہنے لگا مولا ایک ہوں سا آتا ہے

عباسؑ و علی اکبرؑ قاسمؑ ہیں نہ اب اصغرؑ
ایک ننھی سکینہ ہے للہٖ ہو لئے قدموں پہ!
وہ دیکھ رہی ہے بس ایک بچے سردار
جو رن کو چلا جائے واپس نہیں آتا ہے

خیموں کا وہ جل جانا زینب کا وہ گھبرانا
جلتے ہوئے خیموں سے بچوں کو پکڑ لانا!
بے حال پھوپھی تھی یوں عابد نے نہ پہچانا
اس طرح بھلا کوئی یوں گھر کو لٹاتا ہے

ہر دشمن دیں لو یہ وہ لوٹ مچاتا ہے
لے کر وہ چلا جس کے جو ہاتھ میں آتا ہے
چادر کسی بی بی کے سر سے کوئی لاتا ہے
اور شمر لعیں تھپڑ بچوں کے لگاتا ہے!

بے گور و کفن لاشے وہ کرب و بلا والے
رے موج تھے سب بے دیں کوفے کے وہ رکھوالے
سر جن کے لعینوں نے نیزوں پہ چڑھا ڈالے
یہ اسوۂ شبیری دنیا کو سکھاتا ہے!

"منافق کسی کا دوست نہیں" (حضرت علیؑ)

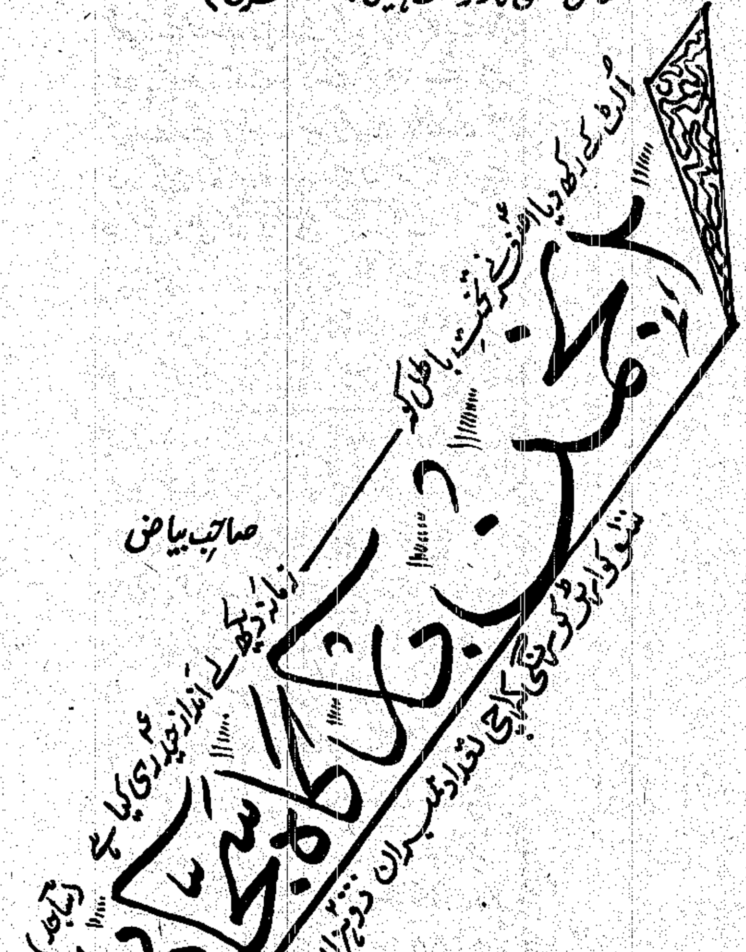

ساجد اپنا ہے مدینہ، نینوا، بطحا، نجف
ہم غریبوں بے دیاروں کی ہیں جاگیریں بہت
(ساجد)

حسینیتؑ کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو!

از جناب ساجد امروہوی

ہر ایک حسن سے دُنیا کے دل اُٹھا کے چلو
خود اپنے جذبۂ کامل کو آزما کے چلو
مقام تیز روی ہے قدم بڑھا کے چلو
وہ پیروان روش پر ہوا کے چلو
حسینیتؑ کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو

حسینؑ دین کی تنویر ہے مسلمانو
حسینؑ بانیٔ تکبیر ہے مسلمانو
حسینؑ جذبۂ تعمیر ہے مسلمانو
اسی کے نور سے ہر قلب کو بسا کے چلو
حسینیتؑ کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو!

حسینؑ دین کا دل ہے حسینؑ دین کی جاں
حسینیتؑ سے ہے دُنیا میں آج امن و اماں
زمین کرب و بلا کہہ رہی ہے آہ و فغاں
غم حسینؑ میں اشک عزا بہا کے چلو!
حسینیتؑ کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو

جہان شوق سے دامن ہمیں بچانا ہے
نئی زمین نیا آسماں بنانا ہے

یزیدیت کو جہاں سے ہمیں مٹانا ہے
رہِ عمل میں قدم سے قدم ملا کے چلو!
حسینیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

اٹھو تو ایسے کہ طوفاں کے رخ بدل جائیں
چلو تو ایسے کہ گرتے ہوئے سنبھل جائیں
بڑھو تو ایسے کہ باطل کے سر کچل جائیں
علیؑ کے نام کا نعرہ جو تم لگا کے چلو!
حسینیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

سبق ملے وہ زمانے کو دردمندی کا
رہے نشاں کہیں باقی نہ خود پسندی کا
کسی فلک کو نہ دعویٰ ہو سربلندی کا
جبینِ شوق کو سجدوں سے جگمگا کے چلو
حسینیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

یہ بزمِ دل ہے نہیں شغل "ہاؤ ہو" کیلئے
اُبل رہا ہے لہو حق کی آبرو کے لئے
نہیں ہے حاجت خنجر رگِ گلو کے لئے
مقام کوئے فنا ہے قدم جما کے چلو
حسینیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو

نگاہ پھر جھلکنے لگے جبینوں سے!
سمٹ کے موجِ تلاطم چلے سفینوں سے
ہر ایک سنگ کو خطرہ ہو آبگینوں سے!

نشانِ قدم پہ شہدائی کے چلو!
حسینیت کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو!

چلیں ہیں کرب و بلا سے جو عابد بیمار
ہزار ناز گلستاں بنی ہے راہ گذار
بنے ہیں وجہ باراں زمیں پہ پائے فگار
تم اس دیار میں آؤ تو آنکھ اٹھا کے چلو
حسینیت کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو!

دلِ شکستہ انساں کو جوڑنا سیکھو
ہر ایک رشتۂ باطل کو توڑنا سیکھو
دلوں کو خواب سے ساجد جھنجھوڑنا سیکھو
بہت قریب ہے منزل قدم اُٹھا کے چلو!
حسینیت کا جہاں میں علم اُٹھا کے چلو

"جہانِ شوق میں تکمیلِ زندگی کیا ہے"

(از جناب ساجد امروہوی ایم اے)

جہانِ شوق میں تکمیلِ زندگی کیا ہے
نہ ہو جو غم ہی میسر تو پھر خوشی کیا ہے
یہ طرزِ فکرِ حسینی ہے بے بسی کیا ہے
اُبَ آدمی کو بتانا ہے آدمی کیا ہے

قدم قدم پہ جلانے پڑے لہو سے چراغ!

کوئی حسینؑ سے پوچھے کہ رہبری کیا ہے
حبیبؑ ابن مظاہر بھی ایک سپاہی تھے
بتانے آئے تھے معیار دوستی کیا ہے

اُلٹ کے رکھ دیا اصغرؑ نے تختِ باطل کو
زمانہ دیکھ لے انداز حیدریؑ کیا ہے!
فقط یہ بات کہ چہرہ سے اُٹھ گیا پردہ!
غمِ حسینؑ سے دُنیا کو دشمنی کیا ہے

علیؑ کے بعد سکھایا حسینؑ نے ہم کو
ہر ایک دور کا فنِ سپہ گری کیا ہے
دلوں سے کٹ گئے رشتے فریب شاہی کے
زمانہ دیکھ لے شمشیر بیکسی کیا ہے!
وغا کے واسطے عباسؑ اذن پا نہ سکے
اب اس سے بڑھ کے کوئی اور بے بسی کیا ہے
خدا کی راہ میں دے کر لہو بہتّر کا
بتایا شاہ نے معراج بندگی کیا ہے
گزر چکی تھی اسیروں پہ شام میں ایسی
لبوں کو یاد نہ باقی رہی ہنسی کیا ہے
صفِ عزائے حسینیؑ میں میں بھی ہوں ساجدؔ
سوائے مشق فغاں میری شاعری کیا ہے

"یاد تھیں تخریب کاروں کو بھی تدبیریں بہت"

(از جناب ساجد امروہوی ایم۔اے)

یاد تھیں تخریب کاروں کو بھی تدبیریں بہت
ہاں مگر ذہنِ حسینی میں تھیں تعمیریں بہت

پنجتن کے نور سے مشتق ہے نورِ کائنات
آئینہ خانے میں ہے ایک شمع تنویریں بہت

تیرے غم سے مل گئی دنیا میں اب راہِ نجات!
پائی ہیں شبیرؑ تیرے غم نے تاثیریں بہت

دیکھ کر دشتِ بلا کو کہہ اٹھا سورج کا دل
سرزمینِ کربلا رکھتی ہے تنویریں بہت

لکھ گئے عباسؑ غازی جو وفا کی داستاں!
حشر تک ہوتی رہیں گی اسکی تفسیریں بہت

بے دلی سے اب یہ عالم ہو گیا ہے جو رکا
دست و بازو میں صلاحیت کم شمشیریں بہت

واہ یہ حُرؑ کا مقدّر جو بگڑ کر بن گیا !!!
ورنہ بن بن کر بگڑ جاتی ہیں تقدیریں بہت

روک دیتے تھے ستمگر عابدؑ بیمار کو
کھینچتی تھیں جب کبھی راہوں میں زنجیریں بہت

شام کے زنداں میں پا کر سیّد سجادؑ کو

"وجہ تخلیق کربلا ہمیں حسینؑ"

ایک بہترین کوشش

مختلف غیر انجمنوں کے بے نظیر ماتمی کلام جن کو اس سے
پہلے کبھی مرتب نہیں کیا گیا تھا

مختلف انجمنوں کا کلام

"صبر کہتا ہے انتہا ہیں حسینؑ!"

ہم معذرت خواہ ہیں کہ کچھ انجمنوں کا کلام اس بیاض میں شامل نہ ہو سکا۔ آئندہ بیاض تسکین زہراؑ حصہ سوم میں اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

نوحہ نمبر ۱

مجلس میں اُٹھ رہا ہے جنازہ حسینؑ کا

(از اطہر جعفری صاحب)

مجلس میں اُٹھ رہا ہے جنازہ حسینؑ کا
سردارِ انبیاء کو دو پُرسا حسینؑ کا

اس غم میں انبیاء بھی فرشتے بھی آئے ہیں
کاندھوں پہ مومنوں کے ہے لاشہ حسینؑ کا

زینبؑ یہ رو کے کہتی تھیں سب قتل ہو گئے
کُنبہ تمام مر گیا پیاسا حسینؑ کا . . . !

میں کیا کروں کفن کا شہ دیں کے انتظام
چادر میں دفن کرتی ہوں لاشہ حسینؑ کا

میت پہ آ کے کہتی ہیں یہ فاطمہؑ غریب
بے گور بے کفن ہے جنازہ حسینؑ کا !

اے کربلا بتا ترا مہمان کیا ہوا
اُترا تھا تجھ پہ آن کے کنبہ حسینؑ کا

تیرہ سو سال بعد جو اطہر اُٹھاتے ہیں
مقتل میں اُٹھ سکا نہ تھا لاشہ حسینؑ کا

نوحہ نمبر

زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

(از اطہر جعفری صاحب)

زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی !

بابا کے غم میں جان سے اپنی گزر گئی!
بی بی پرائے دیس میں کیوں روٹھ کر گئی!
سبطِ نبیؐ کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

قیدِ بلا کے طوق و سلاسل ہیں سوگوار
جو صاحبانِ درد ہیں وہ دل ہیں سوگوار
منزل کہاں ہے رہروِ منزل ہیں سوگوار
سبطِ نبی کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

جنّت سے آرہی ہے صدا شور و شین کی
آواز ہے یہ فاطمہ زہراؑ کے بین کی
تھی قید میں یہ ایک نشانی حسینؑ کی
سبطِ نبی کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

جور و ستم نے لوٹ لیا کاروانِ غم
ہے غم زدوں میں شور کہ جاتی ہے جانِ غم
سونا ہے بے چراغ ہمارا جہانِ غم
سبطِ نبی کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

ہر قیدِ ظلم و جور کی زنجیر توڑ کر
بابا کے سر سے لپٹ کے منہ سب سے موڑ کر
روتے ہوئے مریض کو غربت میں چھوڑ کر!

سبطِ نبیؐ کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

تابوت وہ سکینہؑ کا غازی کا یہ علم!
ماتم کناں ہے ساتھ میں اطہر بہ چشمِ غم!
سر پیٹ کر یہ کہتے ہیں حضرتؑ کے سب حرم
سبطِ نبی کی راج دُلاری کدھر گئی
زنداں میں آج بالی سکینہؑ بھی مر گئی

نوحہ نمبر

اے علمدارِ باوفا عباسؑ

(از مرزا شمس الحسن شمسؔ)

اے علمدار باوفا عباسؑ! ——— بازوئے شاہ کربلا عباسؑ
قلب اہلِ حرم کی ڈھارس تھے ——— شاہؑ کے بچوں کا آسرا عباسؑ
آئی دریا سے شاہ دیں کو صدا ——— ہو گیا بھائی پہ فدا عباسؑ
مشک کے ساتھ چھد گیا دل بھی ——— تیر ظالم کا جب لگا عباسؑ
دے گئے داغِ غم جو پیری میں ——— رہ گئے تنہا شہ ہُدا عباسؑ
شہؑ جو لپٹے تمہارے لاشہ سے ——— بھر گئی خون میں عبا عباسؑ
مشک کے چھدتے ہی لہو دل کا ——— پانی ہو ہو کے بہہ گیا عباسؑ
لاش اکبر اٹھائیں شہ کیونکر ——— دو سہارا تم ہی ذرا عباسؑ
بالی زینبؑ چلاتی ہیں تجھے!! ——— شام و کوفے کے اشقیا عباسؑ
آؤ دیکھو لعین کے ہاتھ میں ہے! ——— شہ کی ہمشیر کی ردا عباسؑ
پیاس کیونکر بجھے بھتیجی کی!! ——— رہ گئے نہر پہ چچا عباسؑ
تم لبِ ساحل پہ سو گئے جا کر! ——— آ گئے گھر میں اشقیا عباسؑ

رانڈیں لٹتی ہیں پیچھے چلتے ہیں
گھر میں کہرام ہے بپا عباسؑ
تمہیں کے دل میں ہے یہی حسرت
دیکھے روضہ آپ کا عباسؑ

نوحہ نمبر

کاروان لٹ گیا کاروان لٹ گیا

(از صدر اجتہادی)

کربلا میں کوئی کاروان لٹ گیا!
اک غریب الوطن کا مکاں لٹ گیا
دشت غربت میں رانڈیں جو لٹنے لگیں
ہائے گہوارۂ بے زباں لٹ گیا
خاک اڑنے لگی، خون برسنے لگا
بادشاہِ زمین و زماں لٹ گیا
رن میں تارے سے بہتر تھے ٹوٹے ہوئے
کہہ رہی تھی زمیں آسماں لٹ گیا
روزِ عاشور کیسی خزاں آ گئی
دشت میں ہاشمی بوستاں لٹ گیا
بولیں زینبؑ کہ بھائی کا گھر کیا لٹا
میری نظروں میں سارا جہاں لٹ گیا
رن میں دریا کی ہر موج کہتی رہی
ہائے تشنہ دہن میہماں لٹ گیا
ہر جگہ ہو رہے تھے یہی تذکرے
خاندانِ رسالت کہاں لٹ گیا
روشنیاں مٹ گئیں بیکسی چھا گئی
تعزیئے اٹھ گئے ہر مکاں لٹ گیا
اس لئے ہم نکلتے ہیں لے کر علم
شہ کے لشکر کا رن میں نشاں لٹ گیا

آج تک صدرؔ کہتی ہیں یہ آندھیاں
اک مسافر تہہِ آسماں لٹ گیا

نوحہ نمبر

واحسرت و دردا!

(از کامل لکھنوی)

یوں بنت علی کہتی تھی اور کرتی تھی نالے واحسرت و دردا
بے جان ہوئے ہیں ہے میرے دو گیسوؤں والے واحسرت و دردا

دو بیٹوں کے دو داغ کلیجہ پہ ہوں جس کے منصف کوئی بولے
کس طرح سے وہ کوکھ جلی دل کو سنبھالے وا حسرت و دردا

دم توڑ کے ہوں تشنہ دہاں خاک کے پیوند وہ چاند سے فرزند
ماں غمزدہ اک جوگ کمواکر جنھیں پالے وا حسرت و دردا!

یوں گردش افلاک ستائے جسے لوگو وہ کیا کرے بولو
ماتم نہ کرے خاک اگر سر پہ نہ ڈالے وا حسرت و دردا

کٹوا کے گلے خون سے دریا میں نہائے دونوں مرے جائے
بن بیاہوں نے کیا کیا مرے ارمان نکالے وا حسرت و دردا

ماں آج کو بیٹھی رہی دنیا میں سلامت با صد غم و حسرت!
فرزندوں کے سینوں پہ چلے ظلم کے بھالے وا حسرت و دردا

ہے ہے میں انھیں ہے کے نہ یثرب سے نکلتی کیا مجھ کو خبر تھی
بچے مرے پڑ جائیں گے جلادوں کے پالے وا حسرت و دردا

دو بھانجوں کو ماموں سے قسمت نے چھڑایا سید کو ستایا
ظالم نہ یہ سمجھے کہ ہیں کس چاند کے ہالے وا حسرت و دردا

گھائل نہ ہو اولاد کے غم سے دل پرخوں اے کامل محزوں
یہ زخم وہی ہیں جو سدا رہتے ہیں آلے وا حسرت و دردا

نوحہ
کبھی حسینؑ کبھی فاطمہؑ کبھی زینبؑ

(از ساحر فیض آبادی)

کبھی حسینؑ کبھی فاطمہؑ کبھی زینبؑ
جہانِ حیرت میں جیسے قدرت کی بن گئی زینبؑ

یہ ایک زندہ حقیقت ہے وسعتِ نیت میں
بتول پاک کی قائم مقام تھی زینبؑ

تیری جسارتِ تبلیغ حق سے ظاہر ہے
تری رگوں میں کچھ ہے خون ہاشمی زینبؑ

دیارِ شام کے خطبے گواہ ہیں اب تک
ہزار شمعِ صداقت جلا گئی زینبؑ

سوال تھا کہ نہ رہ جائے ظلم پردے میں
حیاتِ مقصدِ شبیرؑ بن گئی زینبؑ

تیرے بغیر نہ ہوتی اشاعتِ مظلوم
تو اک حسینؑ ہی بعدِ حسینؑ تھی زینبؑ

بہائے دینِ نبی کو تھی بادیاں کی تلاش
ردائے پاک تیری کام آ گئی زینبؑ

دھوئیں سے تڑپ اٹھی غیرتِ اسلام
دیارِ کوفہ میں جب سر کھلے گئی زینبؑ

زمانہ ہو گیا تجھ کو اسیرِ ظلم ہوئے
فضائے درد میں ڈوبی ہیں آج بھی زینبؑ

سرِ حسینؑ سناں پر حرم تھے اونٹوں پر
ہر امتحان کی منزل میں ساتھ تھی زینبؑ

نوحہ نمبر

زندگی اسلام پر قربان کی شبیرؑ نے

(از محمد علی شمسی)

زندگی اسلام پر قربان کی شبیرؑ نے
گھر لٹایا قید کے صدمے سہے ہمشیر نے

شاہ کی مایوس نظروں نے نہ جانے کیا کہا
جان یوں دیدی کہ کروٹ بھی نہ لی بے شیر نے

نامہ بر کڑیل جواں کی ہچکیاں سنتا رہا
ہائے کیا اکبرؑ کو بلوایا وطن ہمشیر نے

آسمان کانپا تڑپ اٹھی زمینِ کربلا
کیا قیامت توڑ دی تھی حرملہ کے تیر نے

کربلا کے ذرے ذرے میں سما کر رہ گئی
وہ اذاں جو دی رسول اللہؐ کی تصویر نے

حیف وہ معصوم بچی لائقِ قیدِ رسن
جس کو سینے پر سلایا رات دن شبیرؑ نے

ہائے کیونکر منزلِ کوفہ کٹی بیمار سے
کر دیا عابدؑ کو زخمی طوق نے زنجیر نے

دشمنانِ پُرجوشِ جفا میں حرمتِ اسلام پہ
سر دیا بھائی نے اور دیدی ردا ہمشیر نے

دشتِ غربت میں لٹی قیدی بنی بعدِ حسینؑ
جنگلوں کی خاک چھانی بانوئے دلگیر نے

قید ہو کر سر برہنہ کربلا سے شام تک
منزلوں پر منزلیں طے کی مالکِ تطہیر نے

کر دیا برباد شمسیؔ گلشنِ آلِ عبا
نیزہ و تیر و تبر نے خنجر و شمشیر نے

نوحہ نمبر
گونجی ہے تہہ تیغ بھی تکبیر کی آواز

(از ساحر فیض آبادی)

گونجی ہے تہہ تیغ بھی تکبیر کی آواز
قرآن کی آواز ہے شبیرؑ کی آواز

جینے کی تمنا ہیں ہوا موت کا ارماں
ٹھہرتے جو سنی عزیز سے تکبیر کی آواز

اکبرؑ کی اذاں سے تھا اندھیرے میں اجالا
کیا لشکر سے معمور تھی تکبیر کی آواز

اصغر کا گلا چھد گیا پیکان ستم سے
بانو کے کلیجے میں چبھی تیر کی آواز

اکبرؑ ہیں کہ اسلام کی منہ بولتی تصویر
اتری ہے دلوں میں اسی تصویر کی آواز

عابد جو چلے طوق و سلاسل میں گرفتار
ماتم کی صدا بن گئی زنجیر کی آواز

تونے بھی سنی ہو گی سکوت شب عاشور
جنگل میں کسی مادر دلگیر کی آواز

پیہم دل انساں کی گرہ کھول رہی ہے
شبیرؑ ترے ناخن تدبیر کی آواز

ہر دور میں ہے نوع بشر کے لئے ساحر
پیغام عمل حضرت شبیرؑ کی آواز

نوحہ نمبر
فریادی ماتم
یا حضرت عباسؑ مدد کرنے کو آؤ

(از سالک نقوی)

یا حضرت عباسؑ مدد کرنے کو آؤ
فریاد کو پہنچو

کفار کی یورش ہے تباہی سے بچاؤ
فریاد کو پہنچو

اسلام کے درپے ہے زمانہ مرے آقا
جان شہ بطحا

للہ حمایت کرو آفت سے بچاؤ!
فریاد کو پہنچو

منجدھار میں کشتی ہے مخالف ہیں ہوائیں پُر خوف فضائیں
امّت کے سفینے کو تلاطم سے بچاؤ فریاد کو پہنچو

بس ایک اشارہ پسرِ فاتحِ خیبر اے غازیٔ و صفدر
ابن اسداللہ ہوا ہے! دکھاؤ! فریاد کو پہنچو

تم لشکرِ فرزندِ پیمبرؐ کے ہو سالار عباسؑ علمدار
اب پھر خطرناک ہیں دشمن کو ملاؤ فریاد کو پہنچو

عباسؑ علیؑ ازپئے فرزندِ پیمبرؐ بہرِ علیؑ اکبرؑ
اسلام کے پرچم کا حشم اور بڑھاؤ فریاد کو پہنچو!

اے سبطِ نبیؐ کے علم و مشک کے مالک بے چین ہے سالک
آجائے قرار اب مجھے مژدہ وہ سناؤ فریاد کو پہنچو

نوحہ نمبر

نادار ہوں بابا ناچار ہوں بابا

نادار ہوں بابا ناچار ہوں بابا! ان رانڈوں کا میں قافلہ سالار ہوں بابا
چلتا ہوں تو چبھتے ہیں مرے پاؤں میں کانٹے ٹھیروں تو سزا کا میں سزاوار ہوں بابا
معصوموں کو کس طرح طمانچوں سے بچاؤں میں آپ مصیبت میں گرفتار ہوں بابا!
سب کہتے ہیں سر ننگے یہ کنبہ ہے نبیؐ کا انگشت نما میں سرِ بازار ہوں بابا

پوچھو تو لعینوں سے میں کس طرح نہ روؤں
اٹھارہ عزیزوں کا عزادار ہوں بابا

نوحہ نمبر

پروان چڑھا لوں ارمان نکالوں

پروان چڑھا لوں ارمان نکالوں ٹھہرو علیؑ اکبر تمہیں دیکھا تو بنا لوں

پھل برچھی کا کھائے ہوئے لیٹے ہو زمیں پر
اے لال میں کس طرح کلیجے کو سنبھالوں

اے لال ترے بیاہ کی زینبؑ کو ہوس تھی
ان خون بھرے ہاتھوں میں مہندی تو لگا لوں

یوں گھر سے مرے لال کو لیجائیں نہ حضرت
سایہ کریں آنچل کا میں بہنوں کو بلا لوں

ٹھہرو کہ جنازے کو میں حسرت تو نکالوں
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں

پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک شہانی
تابوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھا لوں

نوحہ نمبر

آج قبرِ مصطفےٰ پر اک ہجومِ عام ہے

آج قبرِ مصطفےٰؐ پر اک ہجومِ عام ہے
آگئیں زینبؑ مدینے میں بپا کہرام ہے

ہچکیوں میں نزع کی تڑپا گئی صغرا کی یاد
لب پہ اکبرؑ کے دمِ آخر بہن کا نام ہے

نامہ بر کو لاش بیٹے کی دکھا کر بولے شاہ
ہے یہ صغرا کی تمنا جس کا اکبرؑ نام ہے

جھک گئے ہیں نوجواں کی لاش پر زمیں حسینؑ
کیا علیؑ اکبرؑ کے ہونٹوں پہ کوئی پیغام ہے

اب نہ قاسمؑ ہے نہ اکبرؑ ہے نہ عباسؑ جری
نرغۂ اعدا میں تنہا شاہِ تشنہ کام ہے

کہتی تھی فضہؑ چھنی جاتی ہے زینبؑ کی ردا
یا علیؑ آؤ مدد کو یہ تمہارا کام ہے

اپنے سایہ سے کبھی شرماتی تھی جو بی بی سدا
آج اُس کا سر کھلا ہے اور ہجومِ عام ہے

بے ردا زینبؑ ہے سورج آج کیوں چھپتا نہیں
وہ مدینہ تھا نبیؐ کا یہ دیارِ شام ہے

کربلا کے واقعہ کو ایک مدت ہو گئی
سیدِ سجادؑ کی آنکھوں میں اب تک شام ہے

ثانیٔ زہراؑ کے بازو ریسمانِ ظلم میں
انقلابِ چرخ ہے یا گردشِ ایام ہے

زینبؑ و صغراؑ کے اک دل میں بہتر داغ ہیں
حاضرِ دربار ہونا موت کا پیغام ہے

چھد گئی مشکِ سکینہؑ اور بازو بھی کٹے
خون میں غازیؑ کے غلطاں پرچمِ اسلام ہے

چاک ہے زہراؑ کا دل تشہیر زینبؑ پہ آج
مصطفٰےؐ اسر پیٹے ہیں نوحہ گر اسلام ہے

نوحہ نمبر

فرماتے تھے عباسؑ علمدار نہ رونا

فرماتے تھے عباسؑ علمدار نہ رونا
اے میری سکینہؑ میری غمخوار نہ رونا
بی بی ذرا دیکھو تو دریا پہ ہیں پہرے
چل جائے نہ چھپ کر کہیں تلوار نہ رونا
بی بی کے لئے لاتا ہوں دریا سے میں پانی
سقائی کو جاتا ہے علمدار نہ رونا
تم دیکھتی رہنا میرے اس سبز علم کو
چھپ جائے جو نظروں سے تو دلدار نہ رونا
تم ڈیوڑھی پہ بیٹھو ہم ابھی آئے سکینہ
سمجھا کے یہ جاتا ہوں خبردار نہ رونا
بس اتنا سمجھ لینا کہ مارے گئے عمو
چپ رہنا خدارا میری سرکار نہ رونا
حسرت یہ میری تم نہ ملی آنا سکینہ
ہو جائے گا مرنا میرا دشوار نہ رونا
آئے گی اگر رونے کی آواز تمہاری
تڑپوں گا میں ساحل پہ بسزاوار نہ رونا

نوحہ نمبر

قاصد میرا خط لیجا! جا تیرا بھلا ہو گا!

قاصد میرا خط لے جا! جا تیرا بھلا ہو گا
بابا میرا کوفے میں مہمان ہوا ہو گا
قاصد مرے بابا کی پہچان بڑی یہ ہے
عباسؑ علم پکڑے نزدیک کھڑا ہو گا
قاصد مرے بابا کی ایک خاص نشانی ہے
پیشانی پہ مولا کی سجدے کا نشاں ہو گا
قاصد مرے بھائی کی پہچان بڑی یہ ہے
بل کھایا ہوا گیسو ماتھے پہ پڑا ہو گا
قاصد مرے بھائی کی اک اور نشانی ہے
ہمشکل پیمبرؐ ہے سہرا بھی بندھا ہو گا

قاصد کو خبر کیا تھی صغرا کے برادر کی | نیزہ علی اکبرؑ کے سینے پہ لگا ہوگا
قاصد وہ تو دے لینا کچھ پاس نہیں میرے | تحفہ میرے بھائیؑ نے عیدی کا دیا ہوگا
اور بالی سکینہؑ کی پہچان یہ ہے قاصد | سر اس کا شہ دیں کے سینے پہ رکھا ہوگا

نوحہ نمبر

اے دخترِ زہراؑ یہ نہ بھولے گا زمانا

اے دخترِ زہراؑ یہ نہ بھولے گا زمانا | سر ننگے ترا شام کے بازار میں جانا
خوش ہو کے لعیں کہتے تھے اے نائب زہراؑ | بھائی ترا مارا گیا آنسو نہ بہانا
پانی کو ترستے ہیں وہ دریا کے کنارے | مخصوص ہے جن کے لئے کوثر کا خزانہ
دولت جگر دے چکی تو راہِ خدا میں | افسوس ترا آج ہے زنداں میں ٹھکانہ
سجاد جو گھر ہی سے تو سورج نہیں نکلا | سر ننگے مسلمانوں کے ہے احمدؐ کا گھرانہ
مجبور ہے زینبؑ کہ وہ دربار میں جائے | اُمت کے لئے لیا زنداں میں جانا

نوحہ نمبر

کس بیکسی سے نکلے اہل مدینہ گھر سے

کس بیکسی سے نکلے اہلِ مدینہ گھر سے | پردیس میں مسافر آپ وطن کو ترسے
برباد کر کے چھوڑا گلزارِ پنجتن کو | ظلم و ستم کے بادل یوں کربلا میں برسے
وہ عالمِ ضعیفی کڑیل جوان بیٹا | نیزہ نکالا کیونکر شبیرؑ نے جگر سے
بیتاب ہو کے تڑپی اکبرؑ کی لاش رن میں | نہ جانے کیا کہا تھا صغراؑ نے نامہ بر سے
وہ بیکسی کا عالم حسرت بھری نگاہیں | اصغرؑ لپٹ کے روئے جب بازوئے پدر سے
بے شیر لے کے آیا تقدیر ہی نرالی | پانی کی تھی تمنا اصغرؑ پہ تیر برسے

ناموسِ مصطفےٰ کی تشہیر کیوں روا کی
یہ کلمہ گو مسلماں کیسے تھے بے خبر سے

افسوس ہے سکینہؑ زنداں سے مر کے نکلی
سہمی ہوئی تھی بی بی شمرِ لعیں کے ڈر سے

پردیسیوں کی آہیں بے وارثوں کے آنسو
کچھ کہہ رہے تھے شہ سے عاشور کی سحر سے

نوحہ نمبر

یہ عونؑ و محمدؑ ہیں یا عرش کے تارے ہیں

شبیرؑ کے پیارے ہیں زینبؑ کے دُلارے ہیں
یہ عونؑ و محمدؑ ہیں یا عرش کے تارے ہیں

تطہیر کے جھولے میں زینبؑ نے جھولایا ہے!
صورت تو ذرا دیکھو قرآن کے پارے ہیں

کیوں جان و دل مومن ان پر نہ تصدّق ہو
یہ حیدرؑ و جعفرؑ کے دو راج دُلارے ہیں

شہؑ کہتے تھے مرنے کو بھیجوں انھیں مقتل میں
یہ کہاں تجھے لے زینبؑ پیری کے سہارے ہیں

عباسؑ سے سیکھا ہے اندازِ وفاداری!
سوکھے ہی رہیں گے لب گو نہر کنارے ہیں

لہرائیں گے نیزے پر یہ جانتی تھیں زینبؑ
دل اور پریشاں ہے گیسو جو سنوارے ہیں

زینبؑ نے کہا بھائی بس مجھ کو خوشی یہ ہے!
اکبرؑ کی طرح یہ بھی میداں کو سدھارے ہیں!

سر پیٹ کے بانو نے یہ شہؑ سے کہا جا کر
زینبؑ کے سہارے بھی اب رن کو سدھارے ہیں!

"وجہِ تخلیقِ کربلا ہیں حسینؑ"

ایک بہترین کوشش

مختلف نمبر المجنون کے بے نظیر ماہی کلام جن کو اس سے
پہلے کبھی پرنٹ نہیں کیا گیا تھا

مختلفِ المجنون کا کلام

"صبر کہتا ہے انتہا ہیں حسینؑ"

ہم معذرت خواہ ہیں کہ کچھ المجنون کا کلام اس بیاض میں شامل نہ ہو سکا
آئندہ بیاض تسکین زہراؑ حصہ سوم میں اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

دریائے غم و حسرت ہے سلسلۂ رحمت
دو ہاتھ میں ہم اطہر کوثر کے کنارے ہیں

نوحہ نمبر

پکاری بانو کہ اف میرے نیم جاں اصغرؑ

پکاری بانوؑ کہ اُف میرے نیم جاں اصغرؑ — سدھارے خلد کو لے لیکے ہچکیاں اصغرؑ
گھنڈولے بال سنوارے نہ تیری مادر نے — بڑھانے پائی نہ منت کی ہنسلیاں اصغرؑ
یہ کیا ہے سانحہ ضعیفی میں ماں کا چھوڑ دیا — دمِ آخر پھراتے ہو پتلیاں اصغرؑ
ہیں وارثی کرب و بلا سے ارم کی سمت چلے — پہنائے ماں کیسے منت کی ہنسلیاں اصغرؑ
کیا تھا یاد علیؑ نے کہ فاطمہؑ نے تمہیں — بوقتِ نزع یہ کیوں لی تھیں ہچکیاں اصغرؑ
پھرا کے ہونٹوں پہ سوکھی زبان کو مقتل میں — سنائی تم نے مصائب کی داستاں اصغرؑ
غضب ہے خیمہ بھی جلتا ہے اور جھولا بھی! — تمہارے جھولے کی جلتی ہیں ڈوریاں اصغرؑ
دلاسا دینے کو مقتل سے گھٹنیوں آؤ! — کہ در پہ خیمے کے روتی ہیں بیبیاں اصغرؑ
صفیں الٹ کے کر دیں تباہ لشکر کو! — تڑپتی ہیں غصہ سے ابتک جو مٹھیاں اصغرؑ

تمہارا خون وہ اطہر تھا بزم عالم میں
زمیں تھی لینے کو راضی نہ آسماں اصغرؑ

نوحہ نمبر

دعائیہ نوحہ

(مریض کے مرض کو دور کرنے کے لئے بطور دعائیہ نوحہ پڑھنا چاہیئے مریض کا نام موزوں کر کے خالی جگہ کو پر کیجیئے اللہ تعالیٰ بہ تصدق بیمار کربلا مریض کو شفا بخشے گا۔)

بیمار کربلا کے تصدق میں اے خدا ...... کو دے شفا!

زائل مرض ہو عابدؑ مضطر کا واسطہ ... کو دے شفا
شدت سے تپ کی پھنکتا تھا جس شہ کا تن بدن اور تھی بندھی رسن
اس صاحب مرض کے تصدق میں اے خدا ... کو دے شفا
ضعف مرض سے حال تھا جس کا بہت سقیم! اے قادر و حکیم!!!
اس دختر علیل کا سرور کا واسطہ ...... کو دے شفا
اس تشنہ لب صغیر کے صدقے میں ذوالمنن پلٹا نہ جو وطن!...!
جس کے گلے پہ رن میں پڑا تیر حرملا .... کو دے شفا
ہجر پدر سے قید میں نکلی ہے جسکی جاں کھا کھا کے سیلیاں
اس کشتہ جفا کے تصدق میں اے خدا ..... کو دے شفا
جس کا کلیجہ لٹ گئی دشت میں سناں لے اب تو دو جہاں!
تجھ کو اسی جواں علی اکبرؑ کا واسطہ .... کو دے شفا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

نوحہ نمبر ۶

قتل الحسینؑ بہ کربلا

قتل الحسینؑ بہ کربلا
ذبح الحسینؑ بہ کربلا
جو نبیؐ کی آنکھ کا نور تھا جو چراغ داد علیؑ نور تھا
اسے ظالموں نے بجھا دیا
ہوا قدسیوں میں یہ تہلکہ کیا قتل پیاسے کو بے خطا
یہی آتی غیب سے تھی صدا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

کھلے بال اونٹوں پہ بیٹھے حرم — تھا سناں پہ فرقِ شہ امم
یہی نوحہ آلِ عبا کا تھا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

جو مدینہ میں ہو گزر صبا — تو رسولؐ پاک سے کہہ دینا
ہوئے شام جاتے ہیں بے ردا
قتل الحسینؑ بہ کربلا

اے رسولؐ کنبہ اجڑ گیا! — مرا بھائی مجھ سے بچھڑ گیا
میں سوگوار ستم زدی

جو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا — یہ جواب عابدؑ زار تھا
ہمیں داغِ بے پدری ملا

نوحہ نمبر
وا مصیبتا مر گئے حسینؑ

وا مصیبتا مر گئے حسینؑ
دیتی تھی صدا تشنہ کی دلربا

بابا کا مرے خشک ہے گلا — شمر لعین بے حیا تیغ مت چلا
سینے پر سے ہٹ شمر لعین بے حیا

ایسی کیا ہوئی بابا سے خطا — سن تو لے ذرا میری التجا
بابا کو مرے چھوڑ دے خدارا

روتی ہیں کھڑی زینبؑ حزیں — ہو گئی ہیں وہ مرنے کے قریں
اُن کو اس گھڑی ہوش تک نہیں

عابدؑ مریض غش میں ہے پڑا کس سے ہم کہیں تیری یہ جفا
مر گئے چچا کوئی نہ رہا
وا مصیبتا مر گئے حسینؑ

نوحہ نمبر
وارث مصطفےٰ حسینؑ

وارث مصطفےٰ حسینؑ نائب مرتضیٰ حسینؑ!
دلبر فاطمہؑ حسینؑ

ختم رسلؐ کا قرۃ عین لخت دل ستہ حنین!
بازوئے مجتبیٰؑ حسینؑ

خستہ دلوں کی آرزو نوع بشر کی آبرو
خلق کا پیشوا حسینؑ

جس کی سپاہ کٹ گئی!! نام ہے اُس کا آج بھی!
فاتح کربلا حسینؑ

غم سے جگر ہو جبکہ خون ہے وہی باعث سکون
زیست کا آسرا حسینؑ

لال جوان جب مرے سجدۂ شکر وہ کرے
صبر کی انتہا حسینؑ

جو بھی کہا وہ کر گیا بات پہ اپنی مر گیا
جلوۂ کردِ وفا حسینؑ

کچھ نہیں قید خاص و عام عام ہے اس کا ہر پیام
سب کا ہے رہنما حسینؑ

دیکھ رہا ہوں آج بھی تشنہ جگر کی بیکسی !!
دکھ میں ہے مبتلا حسینؑ
قوم کو اختیار دے !! عزم پہ اختیار دے
میرے امام یا حسینؑ

نوحہ نمبر
سبحان اللہ ہو کے آل نبیؐ دربار میں حاضر ہوتی ہے

سبحان اللہ ہو کے آل نبیؐ دربار میں حاضر ہوتی ہے
پڑھتی ہوئی نادِ علیؑ گھر سے معصوم سکینہؑ روتی ہے
ہائے لٹتا ہے چمن جو اجڑ جائے کیوں نہ تقدیر اُسکی بگڑ جائے
پہلو سے پسر جو بچھڑ جائے کب چین سے مادر سوتی ہے!
چھ ماہ کی کمائی مادر کی لٹتی ہے پدر کے ہاتھوں پر
ہر قطرہ خونِ علی اصغرؑ کا جلوہ ہر دین کا موتی ہے
ہائے کرب و بلا میں ماں قاسمؑ کی جو لاش پسر پہ روتی ہے
وہاں صغراؑ اُدھر مدینے میں سہرے اُسکے پروتی ہے

نوحہ نمبر
رو کے یہ زینبؑ نے کہا علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

روکے یہ زینبؑ نے کہا علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
آ کے لٹے کرب و بلا " " " "
چھنتی ہے اب سر سے ردا " " " "
آؤ مدد کو مرتضیٰؑ بھائیؑ میرا قتل ہوا

علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

ہائے کہاں ہیں فاطمہ — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
دسویں محرم کو لٹا — " " " "
باغِ جنابِ مصطفٰے — " " " "

دشتِ بلا میں بے خطا بھائی میرا قتل ہوا
بھائی میرا قتل ہوا علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

ظلم و جفا کی انجمن — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
بارہ گلے ایک رسن! — " " " "
شاہ کا سر اور لگن — " " " "

کیوں نہ قیامت ہو بپا بھائی میرا قتل ہوا
بھائی میرا قتل ہوا، علیؑ علیؑ ہائے علیؑ!

کشتیٔ دیں کا ناخدا! — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
اُمّتِ جد کا پیشوا! — " " " "
دشت میں جو پیاسا رہا — " " " "
خشک گلا کاٹا گیا! — " " " "
دور ہیں سب اہلِ وطن! — " " " "
کون کرے دفن و کفن — " " " "
بازوؤں میں باندھی رسن — " " " "

کیا کروں اے میرے خدا
بھائی میرا قتل ہوا
علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

ہم کو رولاتے ہیں لعیں — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
خیمہ جلاتے ہیں لعیں — " " " "
کوڑے لگاتے ہیں لعیں — " " " "
آؤ کہاں ہو مرتضیٰؑ بھائی میرا قتل ہوا
بھائی میرا قتل ہوا، علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

کہتی تھی کلثومؑ حزیں!! — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
نہر کو گھیرے ہیں لعیں — " " " "
پانی کہیں ملتا نہیں — " " " "
شانے کٹے قلم علم گرا
بھائی میرا قتل ہوا!
علیؑ علیؑ ہائے علیؑ!

چھوٹا سا لشکر ادھر — علیؑ علیؑ ہائے علیؑ
فوج کثرت تھی ادھر — " " " "
بابا ہمارے لو خبر — " " " "
سن لو میری بہر خدا
بھائی میرا قتل ہوا
علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

نوحہ نمبر
شہید ہو گئے اصغر، اجڑ گیا جھولا!

شہید ہو گئے اصغرؑ، اُجڑ گیا جھولا!
اجل نے کر دیا خالی بھرا ہوا جھولا!

کوئی تو کاش یہ کہتا نہ ظالموں لوٹو
کہ اک دکھے ہوئے دِل کا ہے آسرا جھولا

ہمک کے آگیا بابا کی گود میں بچہ
تڑپتی ماں کے لئے چھوڑ کر چلا جھولا

لحد میں آئے تھے جھولے کو چھوڑ کر اصغرؑ
تو زلزلوں نے لحد کو بنا دیا جھولا

تمام رات تھا نظروں میں قتل کا منظر
شبِ دہم کسی بیکسی سے کم نہ تھا جھولا!

ہر اک شہید کا لاشہ تھا سامنے اُس کے
لئے تھا گود میں تصویرِ کربلا جھولا!

ملا اُسی کو شہادت کی منزلوں میں سکوں
تمہارے نقشِ قدم پر جو کارواں نکلا

نوحہ نمبر

اے رئیسِ دوسرا تجھ پہ سلام اسلام کا!

اے رئیسِ دوسرا تجھ پہ سلام اسلام کا — اے غریبِ بےنوا تجھ پہ سلام اسلام کا
یہ ترا عہدِ ضعیفی یہ جدال، یہ جہاد — وارثِ لافتیٰ تجھ پہ سلام اسلام کا
حریت کی رُوح بھر دی پیکرِ اسلام میں — مالکِ سیف و لوا تجھ پہ سلام اسلام کا
کوئی پھر تجھ سا نہ دیکھا آشنائے دردِ دل — اے دلِ درد آشنا تجھ پہ سلام اسلام کا
کیا اسی دن کیلئے پالا تھا چکی پیس کر — فاطمہؑ کے دلرُبا تجھ پہ سلام اسلام کا
زخم اتنے جسمِ نازک پر اور اتنے داغِ دل — کشتۂ جور و جفا تجھ پہ سلام اسلام کا

نیزہ و خنجر کے منہ پر وہ تیرا اعلانِ حق — جانشینِ مرتضیٰؑ تجھ پہ سلام اسلام کا
دشت غربت میں تری منزل راہ آزادی سفر — کاروانِ کربلا تجھ پہ سلام اسلام کا
حاملِ مشکِ سکینہؑ فاتحِ نہرِ فرات — تشنہ لبِ جان وفا تجھ پہ سلام اسلام کا
اے کہ زخموں نے ترے دولھا بنایا تھا تجھے — قاسمِ گلگوں قبا تجھ پہ سلام اسلام کا
برچھیوں پر تو نے سینہ رکھ کے دل دکھلا دیا — ہم شبیہِ مصطفیٰؐ تجھ پہ سلام اسلام کا
تیر کھا کر مسکرایا جو پدر کی گود میں! — بے زبان و بے خطا تجھ پہ سلام اسلام کا
اے کہ صبر و ضبط کی آیاتِ محکم تجھ میں تھیں — فاطمی دولت سرا تجھ پہ سلام اسلام کا
آگ دی پیری جسمیں چھینے لے، جیسے لوٹا گیا — چشمۂ عرشِ انتہا تجھ پہ سلام اسلام کا

تیرا غم تیری محبت نجم کا اسلام ہے
اے شہیدِ کربلا تجھ پہ سلام اسلام کا

نوحہ نجم

اے شہیدِ کربلا اسلام تیرا نام ہے

تا ابد زندہ رہے اور تا ابد اسلام ہے — اے شہیدِ کربلا اسلام تیرا نام ہے
مرحبا اے سرفروشانِ حسینؑ مرحبا — یوں تلاشِ موت جیسے موت سے تجھ کا کام ہے
مصطفیٰؐ کی آل پر یوں بند پانی کر دیا — جیسے پانی بند کر دینا رواجِ عام ہے
اب وہ پہلی سی نہیں اصغرؑ کو تکلیفِ عطش — سو گئے ہیں باپ کی گودی میں کچھ آرام ہے
قاصدِ صغراؑ ذرا لاشوں میں جا کر دیکھ لے — چاند سی صورت ہے جنکی ان کا اکبرؑ نام ہے
ہے غل و زنجیر میں جکڑا ہوا پیغامبر — خون میں ڈوبا ہوا شبیرؑ کا پیغام ہے
کر چکے تسخیر کوفہ سوگوارانِ حسینؑ — اب اسیرانِ بلا کا قصد سوئے شام ہے
آج بھی عاشور کے دن کی اداسی دیکھ لو — کیسی بے رونق سحر کیسی بھیانک شام ہے
کربِ حضوری میں بلاتے ہیں حسینؑ ابن علیؑ — دیکھتا ہوں نجم کب تک گردشِ ایام ہے

نوحہ نمبر
حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے

حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے
یہ خونِ ناحق چھپے گا کیوں کر جسے یہ دُنیا چھپا رہی ہے
یہ کون خطبے سُنا رہا ہے یہ کِس کی آواز آ رہی ہے!
بساطِ عالم لرز رہا ہے ہر ایک شئے تھرتھرا رہی ہے!
یہ کون ہے جس نے اک اشارے سے نظمِ عالم بدل دیا ہے
یہ کِس کے تیور ہوئے نمایاں یہ کِس کے جوہر دکھا رہی ہے
حسینؑ میداں میں جا رہے ہیں جواں بیٹے کی لاش اُٹھانے
مگر ضعیفی قدم قدم پر اُٹھا رہی ہے بٹھا رہی ہے
یہ کون ہے جسکی گفتگو میں علیؑ کا لہجہ جھلک رہا ہے
یہ کون ہے جس کے ولولوں سے حسینیتؑ جگمگا رہی ہے
یہ زینبؑ دلفگار مضطر یہ فاطمہؑ جیسی ماں کی دُختر
ہے غمزدہ غم نصیب لیکن علیؑ کے جوہر دکھا رہی ہے
لُٹے ہوئے قافلے کی ڈھارس غریب بیمار کا سہارا
تمام کنبے کا دل سنبھالے بہن سوئے شام جا رہی ہے
غریب بھائی لہو بہا کر نقشِ باطل مٹا چکا ہے
اب اپنے آنسو بہا بہا کر بہن نصیب آزما رہی ہے

نوحہ نمبر
خوب کی آل کی توقیر مسلمانوں نے

خوب کی آلؑ کی توقیر مسلمانوں نے   لوٹ لی چادرِ تطہیر مسلمانوں نے

ہل گیا عرش علا قبر رسولؐ دو سرا
مارے شبیرؑ کو جب تیر مسلمانوں نے
گھیر کر ختم کیا سلسلۂ آلِ نبیؐ !
مل کے یہ سوچ لی تدبیر مسلمانوں نے
قیدیوں کو جو رہا کرتے تھے سیدؑ اُن کو
ہائے پہنا دیئے زنجیر مسلمانوں نے
بس نہ کی مار کے لاشوں پہ شہیدوں کی غضب
گھوڑے دوڑا دیئے بے پیر مسلمانوں نے
جس جگہ کے لیا کرتے تھے محمدؐ بوسے
اُس پہ پھیر دی شمشیر مسلمانوں نے
قید کی احمدِ مرسلؐ کی نواسی پیاسی
شاہِ مظلوم کی ہمشیر مسلمانوں نے

بدر کا بدلہ نہ کیوں لیتا اُمیہ کا چراغ
زخم سینے میں لئے تھا حیدری شمشیر کے
آسمانِ حریت کے شمس ہیں پسرِ بتولؑ
بارہ مظہر ہیں نجوم اس نور کی تنویر کے
فی سبیل اللہ سنو! فریاد یا مولا علیؑ
آپ پہ رفیق ہیں سب حالا دامنگیر ہے
حاسدوں کو چھوڑ کر فضلِ الٰہی سے نتالہ
حیدری لوّ دل سے شیدا ہیں تیری تحریر کے

نوحہ نمبر

کہا ہندہ نے زینبؑ سے کہ بی بی یاں نہ آنا تھا

کہا ہندہ نے زینبؑ سے کہ بی بی یاں نہ آنا تھا
کہا زینبؑ نے ہندہ چرخ کو یہ دن دکھانا تھا
کہا ہندہ نے شب میں سید سجادؑ کیوں آئے
کہا زینبؑ نے داغ ان کو بہتر کے اُٹھانا تھا
کہا ہندہ نے سنتی ہوں کہ کبریٰ کی رچی شادی
کہا زینبؑ نے ہاں اس عمر میں بیوہ بنانا تھا

کہا ہندہ نے تھے عونؑ و محمدؑ تو بہت کم سن!
کہا زینبؑ نے صورت اپنی اماں کو دکھانا تھا
کہا ہندہ نے بی بی داغ تھے اکبرؑ کے مرنے کے
کہا زینبؑ نے تصویرِ پیمبرؐ کو مٹانا تھا
کہا ہندہ نے سن "ہاں" کہہ کے اس آفت سے بچ جاتے
کہا زینبؑ نے پھر دینِ نبیؐ کا کیا ٹھکانا تھا
کہا ہندہ نے سن میداں میں اصغرؑ کو کیوں لائے
کہا زینبؑ نے اُمت کو نبیؐ کی آزمانا تھا

نوحہ نمبر

شبیرؑ کو راہِ غربت میں نانا کا جو روضہ یاد آیا!

شبیرؑ کو راہِ غربت میں نانا کا جو روضہ یاد آیا!
کچھ ماں کی محبت یاد آئی بابا کا زمانہ یاد آیا!
وہ بنتِ علیؑ کی مایوسی وہ اہلِ مدینہ کی الفت
عباسؑ کی کوشش یاد آئی زینبؑ کا وہ پردہ یاد آیا
ہاتھوں سے جگر کو تھام لیا اور سر کو جھکا کر بیٹھ گئے
جب اپنی مریضہ بیٹی کا اترا ہوا چہرہ یاد آیا!
تو صبح کا دامن چاک ہوا اکبرؑ کی اذاں نے چونکایا!
یہ پوچھ لے کس کی ہمت ہے شبیرؑ کو کیا کیا یاد آیا
مُنہ اپنا وفورِ غیرت سے بالوں سے چھپایا زینبؑ نے
جس وقت دیارِ کوفہ میں بابا کا زمانہ یاد آیا

نوحہ نمبر
قبر اصغرؑ پہ کہتی تھی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

قبر اصغرؑ پہ کہتی تھی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
خاک پہ نیند آئے گی کیونکر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
پانی منگواؤں لینے چچا سے سب تڑپتے ہیں خیمے میں پیاسے
تم بھی پینا سبھوں کو پلا کر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
رو کے کہتی تھی بالی سکینہؑ بھیا پانی اکیلے نہ پینا
ہم بھی پیاسے بہت ہیں برادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
لا دیا کیا اسے دیں نے پانی کیسے چین تم کو آیا ہے جانی
کیا پیا خلد میں آپ کوثر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ
ہو گئی تیری صورت زمیں کو لے لیا مجھ سے تجھ نازنیں کو!
یہ نہ سمجھا کہ روئے گی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ

نوحہ نمبر
عباسؑ کا ماتم ہے وفادار کا ماتم!

عباسؑ کا ماتم ہے وفادار کا ماتم!
ہے فوج حسینی کے علمدار کا ماتم!
مارے گئے مقتل میں کٹے نہر پہ شانے!
کرتے ہیں حرم شہ کے علمدار کا ماتم
تیروں سے چھدی مشک بہا لاتے ہیں شہ دیں
معصوموں میں برپا ہے علمدار کا ماتم!

ہیں قید مصیبت میں بہن بیٹیاں ساری
اب کون کرے سیّدِ ابرار کا ماتم!

روتے ہیں غریبی پہ جو پیار کے پالے
زنجیر بھی خود کرتی تھی بیمار کا ماتم!

پامال امیدیں ہوئیں اور آس بھی ٹوٹی
زینبؑ نے کیا بھائیؑ کے وفادار کا ماتم

نوحہ نمبر

جانِ کربلا تو نے راہِ حق دکھا دی ہے

جانِ کربلا تو نے راہِ حق دکھا دی ہے
موت کے اندھیرے میں شمع سی جلا دی ہے

شام روٹھ ہی کیا ہے اور وہ قدم بڑھ جا
کربلا سے کوفہ تک جب زمیں ہلا دی ہے

کیوں حسینؑ کے غم سے روکتے ہو دنیا کو
تم نے کیا زمانے سے رسمِ غم اٹھا دی ہے

اس سے ایک دو آنسو کیوں عزیز کرتے ہو
زہر تیغ بھی جس نے قوم کو دعا دی ہے

اس کے در پہ سجدے کر اے غرورِ انسانی!
جس نے آدمیّت کی آبرو بڑھا دی ہے!

حق کہاں نظر آتا اے حسینؑ دنیا میں
تو نے زندگی دے کر زندگی بڑھا دی ہے

اور کر دیا یہ دشمن ظالموں نے ظلم اپنا
بیکسوں کے خیموں میں آگ بھی لگا دی ہے
اب حسینؑ اصغرؑ کو رن میں لیکے آئے ہیں
کیا انھیں بھی مادر نے جنگ کی رضا دی ہے
(حضرت نجم آفندی)

نوحہ نمبر
قاسمؑ کو مجتبیٰؑ کی نیابت پہ ناز ہے

قاسمؑ کو مجتبیٰؑ کی نیابت پہ ناز ہے
تیرہ برس کے سن میں وہ تھا چودھویں کا چاند
شبیرؑ پہ اپنی موت کو کہتا تھا شہد سے
بیٹوں کے فدیہ ہونے کا سامان کر گئے
اصغرؑ شہید ہو گئے یہ سنکے تڑپ اٹھے
ہمت بڑھائی لال کی قربان ہونے میں
چادر میں جس کو لائے تھے رن سے شہ ہدیٰؑ
اُن زنؑ کے چار بیٹوں کو فضّہ نے کہہ دیا!

شبیرؑ کو بھتیجے کی نصرت پہ ناز ہے
ابن حسنؑ کو حسنؑ کی شہرت پہ ناز ہے
قاسمؑ کو اپنے جد کی وراثت پہ ناز ہے
شبیرؑ کو حسنؑ کی محبت پہ ناز ہے
شبیرؑ کو بھتیجے کی غیرت پہ ناز ہے
قاسمؑ کی ماں کو دین کی نصرت پہ ناز ہے
ماں کو اُس اپنے بیٹے کی میّت پہ ناز ہے
قاسمؑ کو اپنے گھر کی شجاعت پہ ناز ہے

زینبؑ سے نور مل گیا روشن ہوا کلام
ہم کو ضیاؔ اس آن کی عنایت پہ ناز ہے

نوحہ نمبر
حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے

حسینؑ تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے
وہ خون ناحق چھپے گا کیسے جسے یہ دنیا چھپا رہی ہے

قبول کرنا ہے سر کٹانا مگر نہ باطل سے خوف کھانا
سمجھ سکے تو سُنے زمانہ صدا یہ پیاسوں کی آ رہی ہے
حسینؑ اکبرؑ کی لاش لے کر چلے ہیں میداں سے سوئے خیمہ
مگر ضعیفی قدم قدم پہ اُٹھا رہی ہے بٹھا رہی ہے

وہ چھ مہینے کا شہ کا جانی حسینؑ کا وہ سوالِ پانی
وہ کون بھولے گا جس کی مادر جو خالی جھولا جھلا رہی ہے
سکینہؑ بی بی طمانچے کھائے وہ منہ ستمگر کا تکتی جائے
حسینؑ کی لاڈلی سکینہؑ کو ساری دنیا رلا رہی ہے

جنازہ اُٹھا تھا ماں کا شب کو ہزار افسوس بیٹیوں کو
وہ دربار میں ہائے سر برہنہ یزید لعین ظالم کے جا رہی ہے

نوحہ نمبر

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسا آیا!

ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسا آیا — دشتِ خونخوار میں لختِ دلِ زہراؑ آیا
کہیں زینبؑ کہیں کلثومؑ کہیں وہ رباب — اک قیامت لئے آغوش میں جھولا آیا
راہ تکتی رہی بچے کا جگر تھام کے ماں — خون میں ڈوبا ہوا بے شیر کا کرتا آیا
شاہ نے کھینچ لی تو سینۂ اکبرؑ سے سناں — ساتھ لپٹا ہوا برچھی کے کلیجا آیا
خوں میں ڈوبی ہوئی اکبرؑ کی جوانی دیکھی — ہائے آیا بھی تو کب قاصدِ صغراؑ آیا
وہ جو گذری علی اصغرؑ پہ وہ روداد نہ پوچھ — ہائے پیاسا لبِ دریا سے بھی پیاسا آیا
تم مسلماں ہو ذرہ بام چراغاں نہ کرو — شام میں لُٹ کے محمدؐ کا گھرانہ آیا

کوفیو شرم سے آنکھوں کو جھکائے رہنا
ننگے سر حیدرِ کرارؑ کا کنبہ آیا!

نوحہ نمبر
ٹھہرو علیؑ اکبر تمہیں دولہا تو بنا لوں!

ٹھہرو علیؑ اکبر تمہیں دولہا تو بنا لوں
رک جاؤ کہ صغراؑ کو مدینے سے بلا لوں

ماں کو غم فرقت کے اندھیرے میں نہیں چین
تھم جاؤ کہ الجھی ہوئی زلفوں کو سجا لوں

میں دیکھ رہی ہوں مرا پردہ نہ رہے گا
کافی ہے کہ میں چادر تطہیر بچا لوں

تم بانیٔ کعبہ کی زیارت کو چلے ہو!
لو باندھ لو احرام میں دستار سنبھالوں

حسرت ہے کہ جی بھر کے تمہیں دیکھ تو لوں میں
روٹھی ہوئی تقدیر کو دم بھر کو منا لوں

جاتے ہو تو دے جاؤ سکینہ کو تسلی
میں پرچم عباسؑ علمدار سنبھالوں

جنت سے یہ رضواں کی صدا آتی ہے اختر
نوحہ گر شبیرؑ کو آنکھوں میں چھپا لوں

نوحہ نمبر
نوجوان اکبر کا چرچا رہ گیا

نوجوان اکبرؑ کا چرچا رہ گیا
پھل میں برچھی کے کلیجہ رہ گیا

بچہ بچہ شہ کا پیاسا رہ گیا
کربلا کی نہر، شکوہ رہ گیا

جنبشیں کھاتا رہا اکبرؑ کا دل
ٹکڑے ہو ہو کے کلیجہ رہ گیا

ہچکیاں لے لیکے اکبرؑ رہ گئے
باپ کی آنکھوں میں نقشہ رہ گیا

کربلا میں مرنے والا ہر شہید
موت یوں آئی کہ زندہ رہ گیا

چھپتا کیسے سینۂ اکبرؑ کا گھاؤ
چاند کی راتوں کا پردہ رہ گیا

ماں در خیمہ پہ اکبرؑ دھوپ میں!
بیچ میں قسمت کا پردہ رہ گیا

نوجوانی ختم اکبرؑ کی ہوئی
شاہ کی گودی میں لاشہ رہ گیا

نوحہ نمبر

کشتۂ تیغِ جفا شاہ سلامٌ علیک

کشتۂ تیغِ جفا شاہ سلامٌ علیک — فدیۂ راہِ خدا شاہ سلامٌ علیک
عرصۂ ماہِ عزا ختم ہوا ہے غضب — دل نہ ہمارا بھرا شاہ سلامٌ علیک
تعزیئے خانے تمام ہو گئے ہُو کا مقام — چھا گئی غم کی گھٹا شاہ سلامٌ علیک
ہوتے ہیں رخصت امام کہتے ہیں سب خاص و عام — جاتا ہے مہمان آج شاہ سلامٌ علیک
تشنہ دہن کی عزا ختم ہوئی حسرتا! — حق نہ ہوا کچھ ادا شاہ سلامٌ علیک
ہائے شہِ مشرقین فاطمہؑ کے دل کا چین — ہائے شہیدِ جفا شاہ سلامٌ علیک
بخششِ امت پہ آہ کر دیا سر کو فدا
کٹ گیا سوکھا گلا شاہ سلامٌ علیک

نوحہ نمبر

بارہا یہ شمرِ لعیں سے شہؑ نے کہا — !

بارہا یہ شمرِ لعیں سے شہؑ نے کہا
کاٹ نہ مظلوم کا سوکھا گلا
دلبرِ زہراؑ و حبیبِ خداؐ ہوں میں — پانی پلا ساقیٔ کوثرؑ کا ہوں میں
زوجِ نبیؐ کا ہے تجھے واسطہ
احمدِ مرسلؐ کا نواسا ہوں میں — تین شب و روز کا پیاسا ہوں میں
پانی پلا دے مجھے بہرِ خدا
دیکھ لعیں صاحبِ ایماں ہے تو — سب کو گماں ہے کہ مسلماں ہے تو
ملّتِ بیضا کو نہ دھبہ لگا

عیش دو روزہ جو ملا بھی تو کیا — گوہرِ مقصود نہ ہاتھ آئے گا!
کام وہ کر جس سے خوش ہووے خدا
سُن لے وصیّت یہ میری آخری — تن سے جدا کر چکے سر جس گھڑی
لینا نہ زینبؑ کے لوٹے سے ردا

نوحہ نمبر ۴۱
اربعین کے سوگوارو الوداع

اربعین کے سوگوارو الوداع — شاہِ دیں کے دوستدارو الوداع
خاتمہ بالخیر جہلم کا ہوا! — الوداع اے اشکبارو الوداع
کہہ رہے تھے مزاروں پر اہلبیتؑ — فاطمہ زہراؑ کے پیارو الوداع
دشت سونا پاس بستی بھی نہیں — بے دیارو بے مزارو الوداع
کربلا کے چاند کو سونپا تمہیں — عرشِ اعظم کے ستارو الوداع
اکبرؑ و اصغرؑ و علیؑ کی ضامنی — نوجوانو، شیرخوارو الوداع
قبر پر بیٹوں کی زینبؑ نے کہا — ماں وطن جاتی ہے پیارو الوداع
گھر کہیں کنبہ کہیں قبریں کہیں — اے غریبو بے دیارو الوداع
کہتی تھی زینبؑ یہ قبرِ شاہ سے — تم بھی زینبؑ کو پکارو الوداع
قبر سے آواز ہوتی تھی بلند
او بہن زینبؑ سدھارو الوداع

نوحہ نمبر ۴۲
افسوس نبیؐ زادیوں کا شام میں جانا

افسوس نبیؐ زادیوں کا شام میں جانا سجادؑ سے پوچھو!

سر کھولے وہ ماں بہنوں کا دربار میں جانا سجادؑ سے پوچھو
چھپتی تھی نبیؐ زادی نبیؐ زادی کے پیچھے کس شرم و حیا سے!
اور شمرؔ لعیں کا ان بیبیوں کے نام بتانا سجادؑ سے پوچھو!
سر حضرت مسلمؑ کا لٹکتا تھا جہاں پر وہ حال شہر کا در کا سر!
دربار سے ستم ایجاد کے اس وقت لگانا سجادؑ سے پوچھو
دُر چھینے سکینہؑ کے طمانچے بھی لگائے ظالم نے جفا سے!
غربت میں ستمگر کا سکینہؑ کو ستانا سجادؑ سے پوچھو!
بیٹھے ہوئے سب کرسیوں پہ چھوٹے بڑے تھے سادات کھڑے تھے
سر طشت میں رکھا ہوا زینبؑ کو دکھانا سجادؑ سے پوچھو!
دل چاک ہے ناموس کا اس پردہ دری سے اور دربدری ہے
ناموس کا سر کھولے ہوئے بلوہ میں جانا سجادؑ سے پوچھو!

نوحہ نمبر ۱

سہرا چڑھا لوں ارمان نکالوں !

سہرا چڑھا لوں ارمان نکالوں ! ٹھہرو علی اکبرؑ تمہیں دولہا تو بنا لوں
پھل برچھی کا کھائے ہوئے لیٹے ہو زمیں پر اے لال میں کس طرح کلیجے کو سنبھالوں
اے لال ترے بیاہ کی زینبؑ کو ہوس تھی ان خون بھرے ہاتھوں میں مہندی تو لگا لوں
یوں گھر سے مرے لال کو لے جائیں نہ حضرت سایہ کرو آنچل کا میں بہنوں کو بلا لوں
ٹھہرا ہے جنازہ کو میں حسرت تو نکالوں ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں!

پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک شہانی
تابوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھا لوں!

نوحہ نمبر
زنداں کی شام، شام کے زنداں سے پوچھیے

زنداں کی شام شام کے زنداں سے پوچھیے
پھر کس طرح لٹا ہے بیاباں سے پوچھیے

کیونکر ہوئیں غریب کی مہماں نوازیاں
یہ لطف تو حسینؑ سے مہماں سے پوچھیے

زنداں میں ڈھونڈتی ہے کیسے ماں کی بیکسی
اصغرؑ کہاں ہے ظلم کے پیکاں سے پوچھیے

بیکس یہی غریب کو روتے ہیں کس طرح
دامن سے آستین سے گریباں سے پوچھیے

کیسی اندھیری رات تھی زندانِ شام کی
یہ فاطمہؑ کی زلفِ پریشاں سے پوچھیے

مانا کہ آج قید میں ہیں بدنصیب ہیں
منزل کو اہلبیتؑ کی قرآں سے پوچھیے

اسلامیوں کے ہاتھ سے اسلام مٹ گیا
بربادیٔ بہارِ گلستاں سے پوچھیے

کیا کیا صلے دیئے گئے قتلِ حسینؑ کے
ایک ایک کربلا کے مسلماں سے پوچھیے!

گھٹ گھٹ کے کس طرح سے سکینہؑ ہوئی ہلاک
یہ داستاں تو شام کے زنداں سے پوچھیے!

نوحہ نمبر
ہائے کربلا والو، ہائے کربلا والو

ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو!

اے خدا کے بندوں میں منتخب خدا والو
تختِ انّما والو تاجِ ہل اتیٰ والو

شانِ مصطفیٰ والو وضعِ مرتضیٰ والو
کس وجہ یہ جانیں دیں تم نے اے وفا والو

ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو!

موت کی تمنّا میں زندگی سے منہ موڑا
کربلا کے سینہ پہ نقش زندگی چھوڑا

یہ دوا بھی مرنے کی پشتِ ظلم پر کوڑا
پیاس کی اذیت میں مسکرا کر دم توڑا

ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو!

کس بلا کے جنگل میں آلِ مصطفےٰ ٹھہری
بے دیار کا مسکن ارضِ کربلا ٹھہری
آئی شامِ عاشورہ صبح کو دغا ٹھہری
کیا خبر مدینہ میں شامیوں سے کیا ٹھہری
ہائے کربلا والو! ہائے کربلا والو

چھوٹے چھوٹے بچوں نے جنگ کی اجازت لی
بڑھ گئے جواں بنکر سب نے رخصت لی!
قوم کی حمایت میں عزت شہادت لی!
زندگی کو کیا کہیئے موت سے بھی خدمت لی
ہائے کربلا والو! ہائے کربلا والو

کوئی علم میں اکبرؑ تھا کوئی غم میں اصغرؑ تھا
کوئی مثلِ جعفرؑ تھا کوئی مثلِ حیدرؑ تھا
کوئی قدر و قیمت میں دو جہاں سے بڑھ کر تھا
زیرِ تیغ سنتے ہیں فاطمہؑ کا گھر بھر تھا
ہائے کربلا والو! ہائے کربلا والو

نوحہ نمبر
حسینؑ کعبے کو کعبہ بنا دیا تم نے

حسینؑ کعبے کو کعبہ بنا دیا تم نے
جہاں میں رنگِ حقیقت جما دیا تم نے
حسینؑ اپنے کٹے سر سے پڑھتے تھے قرآں
جہاں کو رازِ امامت بتا دیا تم نے
رسولِ حق کو جو اصغرؑ سا ناخدا سونپا
جہانِ امتِ عاصی بچا دیا تم نے
کیا نہ فاتح جو حرمت کو خانۂ حق کی
بڑا یہ کام زمانے میں ہے کیا تم نے
ہوئے امام جہاں میں کہ انبیاءؑ نہ ہوئے
جہاں میں دین کا ڈنکا بجا دیا تم نے
ازل میں دیکھا جو خاموش انبیاءؑ کو تمام
تو بڑھ کے بارِ شہادت اٹھا لیا تم نے
خدا کی راہ میں سر دے کے اے شہیدِ وفا
دلوں پہ دین کا سکہ جما دیا تم نے

نوحہ نمبر
زینبؑ نے جو پوچھا کل دشت میں کیا ہوگا

زینبؑ نے جو پوچھا کل دشت میں کیا ہوگا — سرورؑ نے کہا بہنا سر تن سے جدا ہوگا
اک ظلم کی رسی میں بندھ جاؤ گے تم سارے — اور طوق میں آہن کے عابدؑ کا گلا ہوگا
اونٹوں پہ جو ہم ہوں گے، کوٹھوں پہ تماشائی — نامحرموں کا مجمع سر تیرا کھلا ہوگا
سنکر یہ سخن شہ کا رو کر کہا زینبؑ نے — جب تم ہی نہ ہو گے پھر پردہ ہی کیا ہوگا
تو جاؤگی سر عریاں بازار شام تک بہنا — بیمار مرا بیٹا محبوس بلا ہوگا

مر جائے گی گھٹ گھٹ کے اک روز سکینہؑ بھی
یہ باپ کو بیٹی کا پیغام قضا ہوگا

نوحہ نمبر
غربت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے

غربت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے — سب کٹ گئے مجاہد خیموں میں کیا رہا ہے
ننھا سا اک سپاہی گودی میں آ رہا ہے

ایسے کہیں سپاہی دیکھے نہیں اکیلے — ماں کی طرف سے کوئی رخ کی بلائیں لے لے
پہلے پہل مجاہد میدان کو جا رہا ہے

ماتھے پہ ہے پسینہ زلفیں بکھر رہی ہیں — سورج کی گرم کرنیں صدقے اتر رہی ہیں
اللہ گل سا چہرہ کیا تمتما رہا ہے

یہ زندگی کی پہلی کروٹ ہے راس آئے — شبیرؑ اسے ہیں گھر سے گلے لگائے
اور موت کا فرشتہ آنکھیں بچھا رہا ہے

ننھا سا یہ مسافر دیکھو رہِ رضا کا — تاریخ اسی کو فاتحِ لکھے گی کربلا کا
جھولے کو چھوڑ کر جو مقتل بسا رہا ہے

سارے جہاں سے کہدو کون و مکاں سے کہدو — یہ روح کاروانِ اہلِ کاروان سے کہدو
پیاسا ہے تین دن کا اور تیر کھا رہا ہے

سجادؑ کی شباہت اکبرؑ کی شان ہوتا — اے موت کاش ایسا بچہ جوان ہوتا
دو دن کی زندگی میں تیور دکھا رہا ہے

نازک طبیعتوں کو بس ہے ذرا سی آہٹ — بےچین پھر نہ کر دے تیروں کی سنسناہٹ
آغوش میں پدر کی تسکین پا رہا ہے!

خود دار یوں سے لب پہ آہیں ٹھہر گئی ہیں — رک رک گئی ہیں سانسیں نبضیں ٹھہر گئی ہیں
ٹھہرا ہوا وہ جھولا کیا دل ہلا رہا ہے

نوحہ نمبر

بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا

بے گناہ مارا گیا سبطِ رسولؐ دوسرا —— واہ حسنؑ سبز قبا
کلمہ گویوں نے کیا خوب کیا وعدہ وفا —— واہ حسنؑ سبز قبا
وقتِ رحلت تیرے نانا نے وصیت کر دی —— اس پہ تاکید یہ کی
اہلِ بیتؑ اور کلام اللہ ہے بس میرے سوا —— واہ حسنؑ سبز قبا
نجف سے آئی صدا بیٹا حسنؑ جلدی آ —— تاکہ دوں تجھکو دکھا
تیر مارے تجھے چھلنی ہے کلیجہ میرا —— واہ حسنؑ سبز قبا
فاطمہؑ زہراؑ کی یوں خلد سے آتی تھی صدا! —— تو ہی شاہد ہے خدا
چکیاں پیس کر پالا تھا جسے وہ نہ رہا! —— واہ حسنؑ سبز قبا

فاطمہ زہرا کی یوں لحد سے آتی تھی صدا! ——— تو ہی شاہد ہے خدا
چکیاں پیس کر پالا تھا جسے وہ نہ رہا! ——— واہ حسنؑ سبز قبا
تیرے تابوت پہ کس واسطے مارے گئے تیر! ——— اے مسلمانوں کے پیر
کلمہ پڑھتے نہ تھے جد کا تیرے اہلِ جفا ——— واہ حسنؑ سبز قبا
بھائیؑ کی لاش پہ رو رو کے یہ زینبؑ نے کہا ——— آہ رو رو تھی بھیا
کاش عبداللہ و قاسم کو بناتے دولہا ——— واہ حسنؑ سبز قبا
گر نہ چھوڑو گے انھیں ہو گے نہیں تم گمراہ! ——— اس پہ شاہد ہے خدا
اس وصیت کا مسلمانوں نے کیا حشر کیا! ——— واہ حسنؑ سبز قبا
شان میں آپ کی آیاتِ قرآنی شاہد! ——— اور خدا کے واحد
ہائے پھر کس لئے امت نے تجھے زہر دیا ——— واہ حسنؑ سبز قبا

نوحہ نمبر

اصغر جانِ جان ۔ جھول لو جھولنا

اصغر جانِ جان ۔ جھول لو جھولنا ——— تم پہ ماں قربان جھول لو جھولنا
اصغر جانِ جان جھول لو جھولنا
میرے نیم جان ۔ لو نہ ہچکیاں ——— کھولو مٹھیاں جھول لو جھولنا
اصغر جانِ جان ۔ جھول لو جھولنا
راج دلارے ۔ آنکھوں کے تارے ——— ماں کے سہارے جھول لو جھولنا
اصغر جان جان ۔ جھول لو جھولنا
دودھ پلاؤں چھاتی لگاؤں ——— زلفیں سنواروں جھول لو جھولنا
اصغر جانِ جان جھول لو جھولنا

نوحہ نمبر
ہم سے غمِ شبیرؑ بھلایا نہیں جاتا

ہم سے غمِ شبیرؑ بھلایا نہیں جاتا
یہ داغ کلیجے کا دکھایا نہیں جاتا

کہتے ہیں علمدار کہ دے موت خدایا
منہ پیاسی سکینہؑ کا دکھایا نہیں جاتا

شہ بولے کمر ٹوٹی سنبھالو مجھے اکبرؑ
عباسؑ صدا دیتے ہیں جایا نہیں جاتا

اکبرؑ کو چھپاتے ہیں کہ شبیرؑ نہ دیکھیں
ہاتھوں سے مگر زخم چھپایا نہیں جاتا

شبیرؑ پکارے کہ صدا دو مجھے اکبرؑ
بینائی گئی راستہ پایا نہیں جاتا

اٹھتے ہیں کبھی بیٹھتے ہیں شاہ اکیلے
کیا لاشۂ فرزند اٹھایا نہیں جاتا

ہے لاشۂ اکبرؑ پہ پیاسے کی ہچکی
خط فاطمہ صغراؑ کا لکھایا نہیں جاتا

سیراب نہ کر تیر سے اصغرؑ کو تو ظالم
پیاسے کو لہو اس کا پلایا نہیں جاتا

شبیرؑ نے بے شیر کو دفنا دیا لوگو!
گو چاند کو مٹی میں دبایا نہیں جاتا

بے مثل ہے شبیرؑ کا یہ کام نہ مانے
تلوار تلے سر کو جھکایا نہیں جاتا

اے شمر حسینؑ ابن علیؑ زندہ رہیں گے
پھونکوں سے کبھی نور بجھایا نہیں جاتا

اتنے ہیں شبیرؑ میں ہیں تیر نمایاں!
بچّے کو بھی سینے سے لگایا نہیں جاتا

برسا دو نہ کوڑے کہ بیماری غشی میں!
بے ہوش کو یوں ہوش میں لایا نہیں جاتا

ماتم سے نہ تابہ اشک بہانے کے یہ دن ہیں
میلہ تو محرم میں منایا نہیں جاتا

نوحہ نمبر
جب مسلمانوں کی عزت کا سوال آتا ہے

جب مسلمانوں کی عزت کا سوال آتا ہے
زینبؑ ہر یمؑ تیرے پردے کا خیال آتا ہے

دشت غربت میں جو بیعت کا سوال آتا ہے
شہؑ کو وعدہ طفلی کا خیال آتا ہے

یہ حقیقت ہے کہ میدان عمل میں حشر تک!
حق و باطل کے پرکھنے کا خیال آتا ہے

نہ ہیر شمشیر ہے بخشش امت نہیں
بخدا بانیؑ اسلام کا لال آتا ہے

قابلِ دید ہے انصارِ حسینی کا خلوص
رن میں آتا ہے جو خیمے سے نہال آتا ہے!
راستہ شیر کو دے دو یہ کہا موجوں نے
سوئے دریا اسداللہ کا لال آتا ہے

فوجِ اعدا میں تلاطم کے ہیں آثار عیاں
دلبرِ فاتحِ خیبر کو جلال آتا ہے
پھینک دیتا ہے جری چلو میں لے کر پانی!
ہائے جب پیاسی بھتیجی کا خیال آتا ہے
چاند کی سمت جو اٹھتی ہے نظر لیلیٰؑ کی
یاد ہمشکل پیمبرؐ کا جلال آتا ہے
مامتا پیٹ کے سر کہتی ہے ماں ہے اکبرؑ
موت کے بھیس میں اٹھارہواں سال آتا ہے!

لاشِ اکبرؑ کے قریب موت کھڑی ہے خاموش
کیا محمدؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے
تیر قاتل سے دیا جاتا ہے مقتل میں جواب!
ننھے ہونٹوں پہ جو پانی کا سوال آتا ہے

بے کفن دیکھ کے بے شیر کا لاشہ رن میں!
چادرِ ثانیٔ زہراؑ کا خیال آتا ہے
پھیلتا جاتا ہے جلتے ہوئے خیموں کا دھواں
پردۂ اہلِ حرم کا جو خیال آتا ہے!

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (رسول اکرم)

صاحبِ بیاض

فرشتہ ہے شاہِ نجف کی غلامی
نہ ہوگا کام ان کو ہے شاد کامی!!!
(حسرت موہانی)

انجمن غلامانِ ابوذر

بی ۲۹ لانڈھی

تعداد ممبران ۶۴۴

گلے پر تیر لب پر مسکراہٹ فوج پر نظریں!
مجاہد حق اصغرؑ معصوم سے بڑھ کر نہیں دیکھا

ملے مجھ کو بھی مثل سلمان و بوذر
وہی خواجہ تاشی وہی نیک نامی
(حسرت موہانی)

"غمِ حسینؑ ہی یوں نورِ آگہی کیلئے"

غمِ حسینؑ ہے یوں نورِ آگہی کے لئے
کہ جیسے شمع ضروری ہے روشنی کے لئے

غمِ حسینؑ سلامت تجھے خدا رکھے
تو اک پیام ہے عزّت کی زندگی کے لئے

بجھا دی شمع تو لَو دے اُٹھے چراغِ وفا
یہ کیا کام شہ نے اندھیرے سے روشنی کیلئے

حسینؑ کس لئے سب کچھ لٹا گئے اپنا
یہ سوچنا بھی ضروری ہے آدمی کیلئے

سلامِ ثانیٔ زہرا سے سرفراز ہوئے
یہ لطفِ خاص فقط تھا حبیب ہی کیلئے

ہمارے اشکِ عزا کو بچشمِ دل دیکھیں
دیئے جلائے ہیں مجلس میں روشنی کیلئے

لبِ فرات پہ قبضہ تو کر لیا لیکن
تڑپ رہی ہے وفا شہ کی تشنگی کے لئے

گلے پہ تیر لگا مسکرا دیئے اصغرؑ
اک انتباہ تھا عالم کی بے حسی کیلئے

چلا ہے مرنے کو اکبرؑ سا نوجوان پسر!
حسینؑ ترسیں گے اب جلوۂ نبیؐ کے لئے

ملا ہے اصغرِ بے شیر کا لہو منہ بھر
نہالِ باغِ نبوت کی تازگی کے لئے
اذانِ اکبرؑ مہرو سے آرہی تھی صدا
صلائے عام ہے عترت کی زندگی کے لئے
غمِ حسینؑ کا فیضانِ عام ہے عالی
ملے ہیں اشک جو آنکھوں کی دلکشی کیلئے

"فاتحِ فطرت غمِ شبیرؑ ہے"

یہ جو رسمِ نعرۂ تکبیر ہے
مقصدِ قربانیٔ شبیر ہے!
موت کے ماتھے پہ اب تحریر ہے
فاتحِ فطرت غمِ شبیر ہے!
تیر کیا چھیدے گا خود چھد جائے گا!
حرملہ یہ گردنِ بے شیر ہے!
کیوں شبِ عاشور ہے ٹھہری ہوئی
وقت کے پیروں میں کیا زنجیر ہے
دیکھ کر اکبرؑ کو کہتے تھے عدو!
یہ رسول اللہ کی تصویر ہے!
اک مرقع ہے زمینِ کربلا

ہر طرف تصویر ہی تصویر ہے!

لرزہ بر اندام ہے دربارِ شام
درد کا سیلاب یا تقریر ہے

ہر محاذِ زندگی پر دیکھیے!
کارفرما فاطمہؑ کا شیر ہے

بے کفن میدان میں ہے بھائی کی لاش
بے ردا بازار میں ہمشیر ہے!

ہے غمِ شبیرؑ کی دل میں تڑپ!
ورنہ اپنی برق کیا توقیر ہے

زینبؑ کے مصائب سرِ شبیرؑ سے پوچھو!

شبیر کا غم زینبؑ دلگیر سے پوچھو
زینبؑ کے مصائب سرِ شبیرؑ سے پوچھو

اے اہلِ عزا عابدؑ بیمار کی حالت
کچھ طوق سے، کچھ حلقۂ زنجیر سے پوچھو!

اُمت نے جو برتاؤ کیا آلِ عبا سے!
اس بات کو شبیرؑ کی ہمشیر سے پوچھو

جو حکم بن سعدؑ پہ چھوٹا تھا کماں سے
اُس ناوکِ بیداد کو بے شیر سے پوچھو

کیا دل پہ گزرتی ہے بچھڑ جائے جو کنبہ
صغراؑ کی لرزتی ہوئی تحریر سے پوچھو
برچھی علی اکبرؑ کے جو سینے میں لگی تھی
درد اُس کا دل زینبؑ دلگیر سے پوچھو
زخموں سے تنِ سبطِ نبیؐ چور تھا کتنا
یہ نیزہ و سنگ و تبر و تیر سے پوچھو
یہ حال ہوا ٹوٹ گیا بند کمر کا!
عباسؑ کے غم کو دلِ شبیرؑ سے پوچھو
افسوس کہ پامال ہوا لاشۂ قاسم
اس موت کی بگڑی ہوئی تقدیر سے پوچھو
کیا ایسا زمانہ میں کہیں ظلم ہوا ہے
ممکن ہو تو اس کو فلکِ پیر سے پوچھو!
کس طرح سے ایمان کی ہوتی ہے حفاظت
یہ خون سے اور خون کی تاثیر سے پوچھو!
عترت پہ ستم اور مسلمان کے ہاتھوں
تاریخ سے تاریخ کی تعبیر سے پوچھو!
بڑھ جائے جو دنیا کی ہوس ہوتا ہے کیا کیا
یہ تلخئ غم آل کی تشہیر سے پوچھو!
کیا اجرِ رسالت کا زمانے میں یہی تھا
اس امر کو حالات کی تعبیر سے پوچھو!

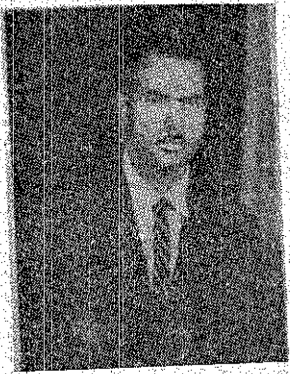

صاحبِ بیاض
سید شاکر حسین

ہم نے جس شہنشاہ کو دیکھا ہے بدار
تیرا نام ابد کی فتنہ گاہوں میں نہیں رُکا

انجمن دردمندانِ عباسؑ
مارٹن کوارٹرز کراچی
تعداد ممبران ۱۵۰

نوحہ نمبر
ہم کیوں نہ کریں ماتم، اے شاہ زمن تیرا!

ہم کیوں نہ کریں ماتم اے شاہ زمن تیرا
سنتے ہیں رہا لاشہ بے گور و کفن تیرا
سر پیٹتی خیمے سے گھبرا کے نکل آئی!
نیزے پہ چڑھا دیکھا جو سر کو بہن تیرا

اے شاہ کس قدر ہے دل سوز تیرا افسانہ!
تیرا کنبہ بیاباں میں آوارہ وطن تیرا
دیواروں سے سر کیوں نہ ٹکرا کے نہ مر جائے
گھوڑوں سے گیا روندا ہر عضوئے بدن تیرا

زنجیروں سے اے شاہ اُمم کیوں نہ کریں ماتم
تیغوں سے ہوا زخمی، مبارک بدن تیرا

نوحہ نمبر
شبیرؑ نے سر دے کر اسلام بچایا ہے

شبیرؑ نے سر دے کر اسلام بچایا ہے
خنجر کے تلے حق کا پیغام سنایا ہے
نیزے پہ جو سر دیکھا جبرئیل امیں بولے!
کرتا ہے تلاوت جو سر کس کا خدایا ہے!

قدرت نے یہ فرمایا ٹکڑا ہے رسالت صلعم کا!
شبیرؑ ہے نام اس کا گھر جس نے لٹایا ہے

ایماں کی قسم ایماں ملتا ہے اسی گھر سے
دُنیا کو اسی گھر نے انسان بنایا ہے

زینبؑ نے دعا مانگی ہو خیر خدا وندا
دربار میں ظالم نے سر ننگے بلایا ہے

مخدومۂ عالم کی آغوش کے پالے کا
سر تن سے جدا کر کے نیزے پہ چڑھایا ہے!

نوحہ نمبر

لاشِ مظلوم کی مقتل سے اٹھائی نہ گئی!

لاشِ مظلوم کی مقتل سے اُٹھائی نہ گئی
حیف صد حیف ہے تُربت بھی بنائی نہ گئی!

کاش زینبؑ کو کوئی بھائی کا پرسہ دیتا
اہلِ اسلام سے یہ رسم نبھائی نہ گئی

بڑھ کے فضّا ذرا زینبؑ کو سہارا دیتا
آ کے دربار میں رُوداد سنائی نہ گئی

کیسی ویراں ہے مدینہ کی فضا بعد حسینؑ!!
ایسی اُجڑی ہے یہ بستی کہ بسائی نہ گئی!

بابا، بابا کی فضا گونج اُٹھی زنداں سے!
مرتے دم تک بھی سکینہؑ کی دُہائی نہ گئی!

نوحہ نمبر

کس بیکسی سے نکلے اہلِ مدینہ گھر سے!

کس بیکسی سے نکلے اہلِ مدینہ گھر سے
پردیس میں مسافر آب و غذا کو ترسے!

برباد کرکے چھوڑا گلزار پنجتنؑ کو!!
ظلم و ستم کے بادل یوں کربلا میں برسے

وہ عالم ضعیفی، کڑیل جوان بیٹا
نیزہ نکالا کیونکر شبیرؑ نے جگر سے

بیتاب ہو کے تڑپی اکبرؑ کی لاش رن میں
نہ جانے کیا کہا تھا صغراؑ نے نامہ بر سے

وہ بے بسی کا عالم حسرت بھری نگاہیں
اصغرؑ لپٹ کے روئے جب بانو دیدہ ور سے

بے شیر لیکے آیا تقدیر ہی نرالی
پانی کی تھی تمنا اصغرؑ پہ تیر برسے

ناموس مصطفےٰ کی تشہیر کیوں روا کی
یہ کلمہ گو مسلماں کیسے تھے بے خبر سے

بازو بریدہ لاشہ اک رہ گیا تڑپ کر
چھینی گئی جو چادر بنت علیؑ کے سر سے!

افسوس ہے سکینہؑ زنداں سے مر کے نکلی
سہمی ہوئی تھی بی بی شمر لعیں کے ڈر سے

پردیسیوں کی آہیں بے وارثوں کے آنسو
کچھ کہہ رہے تھے شمع عاشور کی سحر سے

نوحہ
ریگ تپاں میں مولا کیسے کٹیں گی راہیں

ریگ تپاں میں مولا کیسے کٹیں گی راہیں
زنجیر کی لپٹ میں پاؤں کھلے نہ باہیں

طوق اور ناتوانی، بیڑی میں ساربانی
سجادؑ کی کہانی کس دل سے ہم سنائیں

کہتی ہے سادگی سے رو رو کے یہ سکینہؑ
مانگوں گی اب نہ پانی پیارے چچا پھر آئیں

بیوہ نہ ہو سفر میں یارب کسی کی جائی
لوٹیں نہ یوں لٹیرے بیواؤں کی ردائیں

کانوں پہ ہاتھ دھر کے کہتی ہے اک یتیمہ
اے کاش کہ سلامت ہوتیں چچا کی باتیں!

تطہیر والیوں کی تشہیر ہو رہی ہے
بچے ڈرے ہوئے ہیں سہمی ہوئی ہیں مائیں

شبیر نے جانے سُن کر کیوں بال کھول ڈالے
زنجیر کی دُہائی اور بیڑیوں کی آہیں

کوفے میں سر برہنہ یوں بیٹیاں علیؑ کی
بکھرے ہوؤں میں سمٹی باہوں میں ردائیں

روضے پہ نانا جاں کے بیمار غم کی ماری!
اکبرؑ کی زندگی ہو، کرتی ہے یہ دُعائیں

ممکن نہیں ہے ورنہ سجادؑ چاہتے ہیں
ظالم کے تازیانے زینبؑ نہ دیکھ پائیں!

بھولے نہ بھولنے سے دربار کی کہانی
پھر کیوں نہ زندگی بھر عابد لہو بہائیں

زنداں میں سارباں کا کرتہ پھٹا ہوا ہے
وہ نیل چابکوں کے اب کس طرح چھپائیں

تیرا ہی نثار ہیں کہ بکھر جاؤں کسی در پہ
سُن لو شہید اکبرؑ بے پر کی التجائیں!

نوحہ نمبر ۵۰

راہوں میں ساربان کو چھاؤں ملی نہ سایہ

راہوں میں ساربان کو چھاؤں ملی نہ سایہ
بے تاب دھوپ میں ہے زنجیر کا ستایا!

زنجیر کبھی اور گہ طوق و رسن بھی ڈالا
کوڑا شقی نے مارا پاؤں جو لڑکھڑایا!

بے وارثوں کا یارب اب پاسباں تو ہی ہے
بے پردہ بیبیاں ہیں اور دیس ہے پرایا!

گیلی زمیں ، یہ پیاسے بچے جو لوٹتے ہیں
پانی دکھا کے شاید ظالم نے ہے گرایا

کچھ زخم سارباں کے پھر سے ہرے ہوئے ہیں
دربار نام سن کر آنکھوں نے خوں بہایا

جانا کچہریوں میں چھوٹا نہ بی بیوں کا!!
ایسا کسی عدو نے دربار میں بلایا

پردیسیوں کی قبروں میں تربتِ سکینہؑ
کس نے ہیں پھول ڈالے کس نے دیا جلایا

تودہ ہے ریت کا اک شبیرؑ کا بچھونا!
روتی ہے لو لپٹ کر کرتی ہے دھوپ سایا!

بھیگا ہوا لہو میں عابدؑ پہ تازیانہ!
برساتا ہے کبھی تو ظالم دکھا دکھا کے

خوں بھیگی ہتھکڑی ہے بیڑی لہو بھری ہے
کیسی جفا گری ہے خوش ہیں لعیں ستا کے

پاؤں پہ ورم مولا اور ریت گرم مولا!
دکھیارے حرم مولا روتے ہیں منہ چھپا کے!

نوحہ نمبر ۱

جس کو غمِ شبیر کی توفیق خدا دے !

جس کو غمِ شبیرؑ کی توفیق خدا دے
وہ غم ہے جو انسان کو انسان بنا دے

شبیرؑ نے کی دین کی تاریخ مکمل
کچھ دفترِ ایثار کے اوراق تھے سادے

مارے گئے توحید کے اعلان کی خاطر
اسلام کے فرزند دو عالم کے جو زادے

سر نیزوں پہ آتے ہی ہوا ظلم کی بگڑی
پورے ہوئے کس شان سے شبیرؑ کے ارادے

ایسا تو ہے مظلوم کوئی جس کا فسانہ
انسان کا سویا ہوا احساس جگا دے

اکبرؑ سا پسر ہو تو کلیجے میں چھپا لیں
کس کا یہ کلیجہ ہے کہ مرنے کی رضا دے

دیکھیں تو رہِ حق میں کوئی چاند کا ٹکڑا
جھولے سے اُٹھا لائے تہِ خاک سُلا دے

وہ صبر کا رستہ ہو کہ تلوار کی منزل
سب ہیں یہ مولا کے بتائے ہوئے جادے

مظلوم کے ایثار کی قوت کو نہ پوچھو
ماتم میں یہ قوت ہے کہ دُنیا کو ہلا دے

انصارِ حسینؑ کی تاسی ہو میسر
اللہ عزادار کو اشکوں کی جزا دے

قدرت ہے اگر نجمؔ تو نوحہ کی زباں میں
ہر قوم کو شبیرؑ کا پیغام سُنا دے

نوحہ نمبر

پُر درد ہے نہایت اسلام کا فسانہ

پُر درد ہے نہایت اسلام کا فسانہ
گھر لُٹ گیا نبیؐ کا دیکھا کیا زمانہ

وہ دین کی حمایت دُنیا کی چھاؤنی میں
یثرب کے من چلوں کا تیغوں کے منہ پہ آنا

عزّت کی رہگذر میں وہ موت کا تعاقب
وہ اپنی زندگی کی لذّت کو بھول جانا
وہ لشکرِ ستم پر تحقیر کی نگاہیں
وہ پیاس میں تبسّم وہ بجلیاں گرانا

باطل کی تیرگی میں وہ جلوۂ حقیقت!
وہ کفر کی فضا میں ایمان کا ٹھہرانا
نصرت کا دینِ حق کی وہ دلگداز منظر
اِک طفلِ بے زباں کا جھولے سے اُٹھ کے آنا

وہ جاں ستاں تمازت ہر ایک تشنہ لب کی ۔ ! !
ننھے سے ایلچی کا سوکھی زباں دکھانا
میداں میں سنسناہٹ اِک تیرِ بے خطا کی!
فطرت کا آہ کرنا بچّے کا مسکرانا

زخمی جبیں کا سجدہ اسلام کی بلندی
شبیر کا خُدا کی طاعت میں سر جُھکانا
خیمے کے در پہ لرزاں مشتاق دید نظریں
مظلومِ کربلا کا نیزے پہ منہ دکھانا!

صحرا میں اک تباہی دریا میں اِک تلاطم!
خیموں میں آگ لگنا سورج کا ڈوب جانا
ڈوبے ہوئے لہو میں اسلام کے خزانے
شعلوں میں دو جہاں کے مولا کا آستانا

حالت ہی نجم کب تھی نوحہ گری کے قابل
ہم چپ ہی ہو چکے تھے دِل نے مگر نہ مانا

نوحہ نمبر

سوائے فاطمہؑ زہرا نہیں کوئی زینبؑ

(از سرشار لکھنوی)

سوائے فاطمہؑ زہرا نہیں کوئی زینبؑ
کرے جو تجھ سے زمانے میں ہمسری زینبؑ

بچایا دینِ نبیؐ کام کر گئی زینبؑ
کہیں حسینؑ ہی اور کہیں علیؑ زینبؑ

اسیر ہو کے بھی کی رہبری زمانے کی
ہے مثلِ فاطمہؑ جز پیمبری زینبؑ

ہوئی جو قید بڑھی عزمِ شاہِ دیں کی ضیا!
تھی داغِ سبطِ پیمبرؐ کی روشنی زینبؑ

زباں میں کانٹے تھے منہ سے دھواں نکلتا تھا
نہیں وہ بھولتی بہتر کی تشنگی زینبؑ

یہ داستانِ الم رہ گئی زمانے میں
شہید ہو گئے شبیرؑ لٹ گئی زینبؑ

تھے بال چہرے پہ بکھرے ہوئے جھکی گردن!
عجیب حال سے دربار میں گئی زینبؑ

زمانہ روئے گا تا حشر اس مصیبت پر
وہ پیاس بچوں کی وہ تیری بے کسی زینبؑ

پڑی مصیبتیں زہراؑ پہ بھی پڑیں لیکن
پڑی جو تجھ پہ کسی پہ نہیں پڑی زینبؑ

یہی عقیدہ ہے سرشار کا زمانے میں
نہ کر سکا کوئی تیری سی رہبری زینبؑ!

نوحہ نمبر

حسینؑ جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے!

حسینؑ جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے
بھلا یزید کی بیعت امام کیا کرتے

بچایا دینِ نبیؐ گھر لٹایا جان بھی دی
اب اس سے بڑھ کے شہِ تشنہ کام کیا کرتے

تمام کرنے کو حجت طلب کیا شہ نے
دگر نہ لے کے وہ پانی کا جام کیا کرتے

ازل سے وعدۂ طفلی تھا جاں گزیں دل میں
نہ جان دیتے تو شاہِ انام کیا کرتے

رضائے حق پہ تھے راضی شہِ ہدا ورنہ
علیؑ کے لال سے جنگ اہلِ شام کیا کرتے

بھگوئی آنسوؤں سے شہ نے تربتِ اصغرؑ ‏— نہیں تھا آب تو بیکس امامؑ کیا کرتے
تھے فوجِ شام میں سب دشمنِ خدا و رسولؐ ‏— بھلا وہ سبطِ نبیؐ کو سلام کیا کرتے
کہا اشاروں میں پیاسا ہوں اے مسلمانو! ‏— تھے بے زبان علی اصغرؑ کلام کیا کرتے
تھے بے حیا بھی تو کہیں ظالم کے بانی ‏— حرم کے پردے کا وہ انتظام کیا کرتے
خیالِ بخششِ امت تھا ہر گھڑی دل میں ‏— نہ صبر کرتے تو سجادؑ کام کیا کرتے
قرآن نیزے پہ پڑھتے ہوئے گئے سرور ‏— اب اس سے بڑھ کے وہ اعلانِ عام کیا کرتے

ازل سے ہم تو تھے سرشارِ غم میں سرور کے
لہو نہ روتے تو دنیا میں کام کیا کرتے!

نوحہ نمبر

پیاسے ہوئے جو قتل کنارِ فرات کے

(از سرشار لکھنوی)

پیاسے ہوئے جو قتل کنارے فرات کے ‏— روشن چراغ ہیں یہی راہِ نجات کے
بارہ امامؑ نور کے سانچے میں ہیں ڈھلے ‏— بندے خدا کے ہیں یہ الٰہی صفات کے
ترتیب دے کے مقتلِ کرب و بلا حسینؑ ‏— سامان کر گئے ہیں ہماری نجات کے
گلزارِ کربلا کے لئے شہ نے جو چنے! ‏— مخصوص پھول تھے چمنِ کائنات کے
زہراؑ کی ملکیت میں ہے پانی مگر حسینؑ ‏— پیاسے ہیں کربلا میں کنارے فرات کے
اولادِ مصطفیؐ نے جو پائی نہ ایک بوند ‏— پانی ہوئے ہیں شرم سے دریا فرات کے
حق پر نثار ہو گئے نصرت میں شاہ کی ‏— ساتھی حسینؑ کے تھے دھنی اپنی بات کے
قطرے لہو کے گر دن شبیرؑ سے گرے ‏— روشن چراغ ہو گئے دیں کی حیات کے
صبحِ ازل سے دل میں ہے داغِ غمِ حسینؑ ‏— روشن چراغ ہیں یہی شامِ حیات کے
دینِ محمدیؐ کے صحیفے کے سب ورق! ‏— بکھرے ہیں کربلا میں کنارے فرات کے

خیمے جلے حرم کے ہُوا شام میں دُھواں
بجھنے لگے چراغ یزیدی حیات کے

جوشِ وِلا سے کہہ نہ سکے کچھ بھی دل کی بات
روضہ پہ جا کے ہم شہِ والاصفات کے

اُبھرے گا دین ڈوب کے خونِ حسینؑ میں
سامان ہو رہے ہیں کنارے فرات کے

کوئے حسینؑ کا انھیں ہم نے دیا پتا
شاہد ڈھونڈتے تھے جو رستے نجات کے

نوحہ نمبر
اسلام زندہ کر گئے وحدت سنوار دی

(از شاہد لکھنوی)

اسلام زندہ کر گئے وحدت سنوار دی
شبیرؑ تم نے دین کی عظمت سنوار دی

قربان کر کے گیسوؤں والے حسینؑ نے
کرب و بلا میں زلف شہادت سنوار دی

حق نے بنا کے پنجتن پاک سے بشر
انساں کی دو جہاں میں قسمت سنوار دی

ہر رکن دیں سنوار کے سبطِ رسولؐ نے
میدانِ کربلا میں شریعت سنوار دی

اُجرت قرار دے کے ولا اہلبیتؑ کی
قدرت نے کائنات رسالتؐ سنوار دی

بن کے مثال اُلفت و اخلاص دائمی
انصار شہ نے راہ محبت سنوار دی

جن و ملک جو کر نہ سکے کر گئے حسینؑ
نوعِ بشر کی شاہ نے عظمت سنوار دی

توحید کی بہار دلیل نے شاہد کئے وہ کام
گلہائے اہلبیتؑ نے جنت سنوار دی

خطبوں سے عام کر گئیں پیغام کربلا
زینبؑ نے تشنہ کاموں کی نصرت سنوار دی

بعد حسینؑ سجدے میں کاٹی تمام رات
بیمار کربلا نے عبادت سنوار دی

جھیلے خوشی سے ثانی زہراؑ نے سب الم
زنداں میں رہ کے تمام مصیبت سنوار دی

شاہد یہ حسینؑ کی ہیں کار رسالت یہاں
بگڑی نبی کے دین کی قسمت سنوار دی

نوحہ نمبر

زہرا قمیص اصغرِ ناداں لئے ہوئے

(از سرشار لکھنوی)

زہرا قمیص اصغرؑ ناداں لئے ہوئے!
محشر میں آئیں ساتھ یہ ساماں لئے ہوئے!

باطل مٹا کے حق کو جلانے کے واسطے
سرورؑ رہیں انقلاب کا طوفاں لئے ہوئے

یثرب سے آ رہا ہے دل و جانِ مصطفٰےؐ!
دینِ خدا بچانے کا ارماں لئے ہوئے!

اعدا نے ہائے پانی کا قطرہ نہیں دیا
اصغرؑ سدھارے حلق میں پیکاں لئے ہوئے

انصار شاہ دیں کے تھے اللہ رے ولولے!
ہر اک تھا پہلے مرنے کا ارماں لئے ہوئے!

پانی کے پلانے اصغر ناداں کو تشنہ چلے
سیدانیاں کی دھوپ میں، تہ داماں لئے ہوئے

محشر بپا ہوا جہاں پہنچے اسیرِ غم
سیدانیاں تھیں حشر کا ساماں لئے ہوئے

عباسؑ حر کو آنے دو کہتے ہیں شاہ دیں
نکلا ہے فوج کفر سے ایماں لئے ہوئے

پانی نہ تھا چھڑکتے جو اصغرؑ کی قبر پر!
بیٹھے حسینؑ اشکوں کا طوفاں لئے ہوئے

سرشار کے دشت بلا میں شہ ہدیٰ
ہم عاصیوں کے درد کا درماں لئے ہوئے

نوحہ نمبر

جب ہوئے اسلام والے رہبر کامل سے دور

(از سرشار لکھنوی)

جب ہوئے اسلام والے رہبر کامل سے دور
ہو گئے وہ رفتہ رفتہ دین کی منزل سے دور
پائی ہے شہرت جہاں میں دوسروں نے بھی مگر
اے حسین ابن علیؑ سب ہیں تری منزل سے دور

آرہا ہے وہ علیؑ کا شیر پانی کے لئے!
شامیوں میں شور ہے بھاگو لبِ ساحل سے دور!
اے خداوند وفا عباسؑ کیا کہنا ترا —!
شہ جو پیاسے تھے گرا تو بھی لب ساحل سے گر

جان نثاران شہ دیں یوں پڑے تھے دشت میں
جس طرح روشن ستارے ہوں مہ کامل سے دور
بھولی کیونکر شکل اور سوکھی ہوئی تھی نہ یار
کس طرح یاد علی اصغرؑ ہو ماں کے دل سے دور

اتنے سے بچے پہ ہر انساں کو آتا ہے ترس!
ہو گئی انسانیت بھی کیا بنِ کامل سے دور!
چھوٹ کر زنداں سے زینب جاتی ہے سوئے وطن
اب تماشا دیکھنے والے بھی ہیں محمل سے دور

قید جب زینبؑ ہوئی کامل شہادت ہو گئی!
کاروانِ کربلا تھا ابھی منزل سے دور
زخمِ اکبرؑ کا نہ دیکھو کوئی لیلیٰ سے کہے
دل ہے ماں کا غم پہ ہوتا ہے بڑی مشکل سے دور
دیکھئے سرشار کے سجدوں کے ہیں اب بھی نشاں!
کب رہا وہ آستانِ رہبرِ کامل سے دور!

نوحہ نمبر
اے غمِ شہ کی پاسباں زینبؑ!

اے غمِ شہ کی پاسباں زینبؑ / تیری نصرت پہ ہے جاوداں زینبؑ
ہے کہیں صبرِ شاہِ تشنہ دہاں / اور علیؑ کی کہیں زباں زینبؑ
رہبرِ دینِ مصطفیٰؐ ہیں حسینؑ / تو بھی ہے میرِ کارواں زینبؑ
ہے متاعِ شہادتِ شہؑ کی / ایک سرمایۂ گراں زینبؑ
نصرتِ دیں تری اسیری ہے / مقصدِ شہ کی رازداں زینبؑ
شام و کوفہ گواہ ہیں اب تک / آئی لٹ کر کہاں کہاں زینبؑ
جامۂ ظلم و جور کی تو نے / ابتر کی ہیں دھجیاں زینبؑ
رازِ قتلِ حسینؑ عام کیا / قید ہو کر گئی جہاں زینبؑ
ہے شریکِ جہادِ شبیرؑ ہی / محسنِ دیں ہے بے گماں زینبؑ
کس میں طاقت بیاں کرے سرشار
غم کی ایسی ہے داستاں زینبؑ

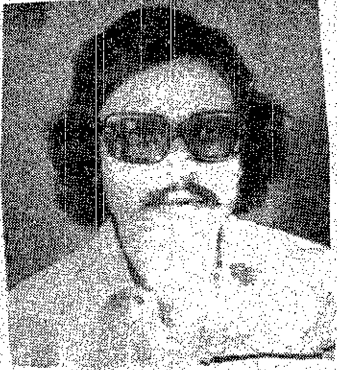

صاحبِ بیاض
سیّد حمید رضوی

صبر و رضا کے ذکر کا جو سلسلہ چلا

یہ بین سکینہؑ کیلئے کرتی تھی مادر صدقے ہو یہ مادر!
بے چین ہوں قابو میں نہیں اب دلِ مضطر صدقے ہو یہ مادر!
(ظفر جونپوری)

کرب و بلا میں زیست کا جلوہ دکھائی دے

قبلہ دکھائی دے کہیں کعبہ دکھائی دے
یوں ارض کربلا ئے معلّیٰ دکھائی دے
صبر و رضا کے ذکر کا جب سلسلہ چلے
نیزے پہ سر حسینؑ کا اونچا دکھائی دے

گہرائیوں میں ڈوب کے دیکھے تو آدمی!
کرب و بلا میں زیست کا جلوہ دکھائی دے
ذہنوں کو کربلا سے ملی ایسی روشنی
انساں کو انقلاب کی دنیا دکھائی دے

کرب و بلا کا ذکر کروں اس ادا کے ساتھ
ہر دل میں کربلا ئے معلّیٰ دکھائی دے
اس گھر کے سب چراغ اگر بجھ گئے تو کیا
تا حشر حق رسی کا اُجالا دکھائی دے!

منہ پھیر کر حسینؑ کا عباسؑ نے کہا
آنکھوں سے اب نہ کچھ مجھے مولا دکھائی دے
نام حسینؑ لے کے نکل جائیں جس طرف
نقشہ نظام ظلم کا اُلٹا دکھائی دے

تشنگیٔ شاہ کربلا جس گھڑی بیاں
منظر لبِ فرات کا پیاسا دکھائی دے

لاشے تمام اُٹھ گئے یہ انقلاب ہے
لاشہ نبیؐ کے لال کا تنہا دکھائی دے

گالوں پہ پڑ گئے ہیں سکینہؑ کے جو نشاں
انسانیت کے منہ پہ طمانچہ دکھائی دے

عباسؑ آئے، اس طرح بھاگی سپاہِ شام
دریا دکھائی دے نہ کنارہ دکھائی دے

سر ننگے جس طرح سے پھرائے گئے حرم
یا رب! نہ اس طرح کوئی کنبہ دکھائی دے

کس طرح نیند آئے سکینہؑ کو قید میں
سونے کو جب نہ باپ کا سینہ دکھائی دے

تڑپا کیا جو گود میں پیاسا تمام رات
وہ حرملہ کے تیر پہ ہنستا دکھائی دے

آجائے یادِ شامِ غریبانِ کربلا!
نقاشؔ جب دھواں کہیں اٹھتا دکھائی دے

بے چین ہوں قابو میں نہیں اب دلِ مضطر!

یہ بین سکینہؑ کے لئے کرتی تھی مادر۔ صدقے ہو یہ مادر
بے چین ہوں قابو میں نہیں اب دلِ مضطر صدقے ہو یہ مادر
سوچا نہ لعینوں نے کہ کنبہ ہے نبیؐ کا زہراؑ و علیؑ کا

کیا ظلم ہوا کچھ تو بتا اے میری دختر صدقے ہو یہ مادر
سُنتا ہے وہ تیرے کیا ہو گئے ہیں کان بھی زخمی ہے ہے میری بچی
صد حیف یہ آفت یہ مصیبت تیرے سر پہ صدقے ہو یہ مادر

تو سوتی تھی ملتا تھا تجھے باپ کا سینہ اے بانی سکینہ
کیسے تجھے نیند آئی نہ تکیہ تھے نہ بستر صدقے ہو یہ مادر
ہر چار طرف آگ جو خیموں میں لگی تھی اور لوٹ مچی تھی!
تو باپ کی میت پہ چلی آئی تھی کیونکر صدقے ہو یہ مادر!
مقتل میں جو یہ بچی تھی تو کیا حال ہوا تھا منظر تھا غضب کا
پہچانا تھا کیسے کہ تھی وہ لاش تو بے سر صدقے ہو یہ مادر
صدمہ بھی یتیمی کا اسیری کا اٹھایا رو رو کے رولایا
رسّی میں بندھی تھی تو تیرا حال تھا ابتر صدقے ہو یہ مادر
کیسے ہو بیاں تو نے مصائب جو اٹھائے وہ بیکسی ہائے
مردوں میں نہیں کوئی بجز عابد مضطر صدقے ہو یہ مادر
تھے بازو گلے کیسے بندھے ایک رسن میں اس ظلم کے بن میں
اور تیرا کھڑا ہونا وہ خود بچوں کے اوپر صدقے ہو یہ مادر
زنداں میں اندھیرا، مصیبت تھی بلا تھی اور گرم ہوا تھی
بچی میری کس درجہ بھیانک تھا وہ منظر صدقے ہو یہ مادر
دن میں تھی کڑی دھوپ تو تھی رات کو شبنم کیوں دل نہ ہو پر غم
خالی تھی زمیں کچھ بھی نہ تھا فرش نہ چادر صدقے ہو یہ مادر
اس عالم غربت میں کفن آئے کہاں سے کیا کہئے زباں سے
ہے ہے میری بچی میری بچی کا مقدر صدقے ہو یہ مادر

تو شام کے زنداں میں ہے ہم سب کی نشانی سُن اپنی کہانی
ہے نام تیرا سخ و غم و درد کا دفتر صدقے ہو یہ مادر
ہے اس کا تصوّر بھی ظفر درد کی دُنیا کیا ظلم ہوا تھا
دل ہو تو سُنو آتی ہے آواز برابر صدقے ہو یہ مادر

"فیصلہ شبیرؑ کا ہے فیصلہ اسلام کا"

فیصلہ شبیرؑ کا ہے فیصلہ اسلام کا
کس قدر مضبوط ہے یہ آسرا اسلام کا

بادباں کشتیٔ اسلام زینبؑ کی ردا
اور ستارہ کربلائی ناخدا اسلام کا

کربلا میں پھر مرتب کر دیا شبیرؑ نے
لُٹ چکا تھا راستے میں قافلہ اسلام کا

جو حسینؑ ابنِ علیؑ کا کربلا میں ہے عمل
ہے وہی پیشِ محمدؐ مدعا اسلام کا

ہے حسینؑ ابن علیؑ کا حوصلہ وہ حوصلہ!
جس کے دَم سے نام اونچا ہو گیا اسلام کا

کربلا کے واقعہ کا ہے یہی لبِّ لُباب
مختصر لفظوں میں یہ ہے ماجرا اسلام کا

جا رہا ہے غم کی لہروں پہ بنام کربلا!!
ہے کہاں سے اب کہاں تک سلسلہ اسلام کا!

اے مسلمانوں نبیؐ کی آل سے ایسا سلوک
کیا یہی تھا، کیا یہی تھا مدعا اسلام کا
نعرۂ تکبیر اور سبط نبیؐ کے قتل پر
سُن کے جسکو دفعتاً سر جُھک گیا اسلام کا

چاند سا سینہ علیؑ اکبر کا اور برچھی کا پھل!
نام کیوں قاتل کے لب پر آ گیا اسلام کا
کر دیا برباد کیسا گھر نبیؐ کا آہ آہ!
کیا دیا اُمت نے دُنیا میں صلہ اسلام کا

کہہ رہا ہے یہ حسینؑ ابن علیؑ کا عزم ظفر
زندگی کا مدعا ہے مدعا اسلام کا

فرزندانِ رسولؐ کی خطاطی کا مقابلہ

سید محمد احسین جلالی قلندری

روایت ہے کہ مشق خوش خطی حسنینؑ کرتے تھے
بہم یہ گفتگو زہراؑ کے نورالعین کرتے تھے!
حسنؑ کہتے تھے دیکھیں کون اچھا آج لکھتا ہے
کہیں نانا جسے اچھا وہی لکھنے میں اچھا ہے!
حسینؑ ابن علیؑ کہنے لگے منظور ہے بھائیؑ
ہوئے مشغول لکھنے میں روایت اس طرح آئی

نبیؐ کی خدمتِ اقدس میں بے کر تختیاں آئے
نگاہیں منتظر تھیں کیا رسول اللہؐ فرمائے

شہِ ابرار نے جب تختیاں دیکھیں تو فرمایا
مرے بچو! تمہارا خط مجھے بے حد پسند آیا

کسے اچھا کہوں میں اور کسے کہہ دوں نہیں اچھا
مرے نزدیک دونوں کا لکھا ہے بالیقیں اچھا

تمہیں اک مشورہ دیتا ہوں اے علم و ہنر والو
تم اس کا فیصلہ والد سے اپنے جا کے کروا لو

علیؑ ابن ابی طالبؑ زمانے بھر میں قاضی ہے
محمدؐ اور محمدؐ کا خدا بھی اس سے راضی ہے

وہ بہتر جانتا ہے فنِ خطاطی میں ماہر ہے
کوئی بھی چیز اُس کے علم سے ہرگز نہ باہر ہے!

وہ جو کچھ فیصلہ دے گا اُسے منظور کر لینا!
اور اپنے دامنِ اُمید کو پھولوں سے بھر لینا!

غرض حسنینؑ آئے خدمتِ شاہِ ولایت میں
شہنشاہِ سخاوت مخزنِ رُشد و ہدایت میں

نہیں ثانی کوئی جس کا ہوا اب تک شجاعت میں
امامت میں، عبادت میں، فصاحت میں بلاغت میں

ادب سے بچّہ کر حضرت کی خدمت میں ہوئے گویا!
ہماری خوش خطی کا فیصلہ کیجئے شہِ والا

ہمیں ناناؐ نے بھیجا ہے تمہارے پاس اے بابا!
تمہیں سے عدل کی رکھ کر ہیں آس اے بابا!

تمھارے فیصلے سے مطمئن ہو جائیں گے دونوں
ہم اپنی اپنی محنت کا صلہ پا جائیں گے دونوں

جناب حیدرِ صفدر نے دونوں کا لکھا دیکھا
تو از راہ محبت شاہزادوں سے یہ فرمایا

کمی دونوں کے لکھنے میں نہیں کوئی نظر آئی
یہاں تک کہ نظر اوّل سے آخر تک ہے دوڑائی

عجب کھینچی ہیں مدّیں اور دوائر خوب ہیں سارے
نقاط و وصل دندانے، کشش مرغوب ہیں سارے

عجب انداز ہیں، اچھے معلّم کے سکھائے ہو
تم اک مکتب سے ہی تعلیم حاصل کر کے آئے ہو

تم اپنے اپنے لکھنے میں بڑے مشّاق ہو دونوں
ہنرمندوں میں بے شک شہرۂ آفاق ہو دونوں

تمھیں یکسانیت حاصل ہے لکھنے میں ہنرمندو
محمدؐ مصطفٰے کے لاڈلو! زہراؑ کے فرزندو

تم اپنی تختیاں بنتِ نبیؐ کے پاس لے جاؤ
اور اپنے فنِّ خطّاطی کا مستحسن صلہ پاؤ

تمھارا فیصلہ مخدومہؑ کونین کر دیں گی!
تمھارے دامنِ امید کو پھولوں سے بھر دیں گی

جنابِ فاطمہؑ کے پاس سردارِ جناں آئے
دکھانے خوشخطی ہمراہ اپنی تختیاں لائے

نبیؐ زادے نبیؐ زادی کی خدمت میں چلے آئے
اور آدابِ مناسب والدہ کے سب بجا لائے

عدالت کے لئے حسنین ماں کے پاس آئے ہیں
دکھانے مشق اپنی تختیاں ہمراہ لائے ہیں

کہا دونوں نے اماں سے ہمارا فیصلہ کیجئے
کہ اچھا کون لکھتا ہے ذرا اتنا بتا دیجئے

برائے فیصلہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں
درِ امید پر اپنی تمنا ساتھ لائے ہیں

ہمیں بابا نے فرمایا ہے ماں کے پاس جاؤ تم
صلہ اپنی ہنرمندی کا اُن سے جا کے پاؤ تم!

ہمیں شیرِ خدا نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے
وصیِ مصطفےٰ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے

فرشتے آپ کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز ہوتے ہیں!
جو تشنہ کام آتے ہیں یہاں لبریز ہوتے ہیں!

اسی مقصد سے ہم بھی آپ کی خدمت میں آئے ہیں
اور انصاف و مروّت کی تمنا ساتھ لائے ہیں

نگاہِ ناقدانہ مادرِ مشفق نے دوڑائی!
مگر خامی نہ کوئی فضلِ ربی سے نظر آئی!

ہنرمندی پہ شہزادوں کی خوش ہو کے فرمایا
کہ اسلوبِ نگارش مجھ کو دونوں کا پسند آیا

بہر پہلو بہر صورت بھلا معلوم ہوتا ہے
مجھے دونوں کا لکھا ایک سا معلوم ہوتا ہے

تمہاری خوش خطی آئینۂ فنِّ کتابت ہے!
تمہارا ہر سخن گنجینۂ بحرِ فصاحت ہے!

تمہارے نقش نقاشِ ازل سے ملتے جلتے ہیں
تمہارے گھر سے دانش کے ہزاروں باب کھلتے ہیں

تمھاری ہر ادا اُس خالق اکبر کو بھاتی ہے
اجابت از درِ حق بہر استقبال آتی ہے

نہیں ثانی تمہارا آج تک کوئی ہوا پیدا
کہ محبوبِ خدا سے پاک بھی تم پہ ہوا شیدا

بہر عنوان تم اک دوسرے کے بالمقابل ہو
اور اپنے فنِ خطاطی میں بھی اُستاد کامل ہو

بہ درگاہ خُداوندی بڑے مقبول ہو دونوں
گلستان رسالت کے مہکتے پھول ہو دونوں

جوانانِ جناں کے سیّد و سردار ہو دونوں
محمدؐ مصطفیٰ کے دین کے مختار ہو دونوں

محمدؐ کے نواسے ہو، علیؑ کے ماہ پارے ہو
سکون و راحتِ دل ہو مری آنکھوں کے تارے ہو

ہوئے راضی نبیؐ اُس سے کہ جس سے تم ہوئے راضی
خُدا بھی اُس سے راضی ہے نبیؐ جس سے ہوئے راضی

تمھیں ناراض جو کر دے وہ ناجی ہو نہیں سکتا
جہاں میں اُس سے بڑھ کر کوئی پاجی ہو نہیں سکتا

گلے میں ہار تھا اس وقت اک بنت پیمبرؐ کے
تھے جس میں سات موتی، جو نہایت بیش قیمت تھے

جناب فاطمہؑ نے سوچ کر بچوں سے فرمایا
تمھارے فیصلے کا حل مجھے آسان نظر آیا!

جگر بندو! تمھیں اس فیصلہ سے باخبر کر دوں
میں اپنے ہار کے موتی زمیں پر منتشر کر دوں

کہ اپنی خوش خطی کا آپ ہی تم فیصلہ کر لو
بقدرِ ہمّت عالی گہر سے جھولیاں بھر لو

یہ فرما کر بکھیرے سیّدہ ع نے ہار کے دانے
بہم معصومیّت سے یوں لگے حسنین ع فرمانے

یہ ساتوں بیش قیمت شہرۂ آفاق دانے ہیں
برابر ہو نہیں سکتے یہ ہرگز طاق دانے ہیں

وہی لاریب اپنا گوہر مقصود پائے گا!
جو بڑھ کر آج دانے چار موتی کے اٹھائے گا!

چھٹے سبطین ع فوراً اپنی قسمت آزمانے کو
مثالِ شیر بیشہ ہار کے موتی اٹھانے کو!

خدا کا حکم ہے کہ حضرت روح الامیں آئے!
کہیں زہرا ع کے بچوں کی دل آزاری نہ ہو جائے

بجز اس کے حقیقت میں نہیں تھا اور کچھ چارا
کیا یہ وار کہ یک گوہر نایاب دو پارا!

زمیں سے حسن کے موتی جب لگے حسنین ع دکھلانے
تو دیکھا ہاتھ میں ہر اک کے ساڑھے تین تھے دانے

فلک پر قدسیوں کی بزم میں جب یہ خبر پہنچی!
بجا لائے خدا کا شکر اور اپنی جبیں پو بجھی

فرشتے آئے بہر تہنیت زہرا ع کی خدمت میں!
دعائیں دے کے یوں کہنے لگے شانِ امامت میں

مُبارک فتح شہزادوں کی اے سُلطانۂ عالم
یہ دونوں چشم قدرت میں ہیں اک دوسرے سے کم

یہ دونوں وارثِ علم رسالتؐ ہیں زمانے میں
مثالِ طور سینا ہیں خدا کے کارخانے میں

خدایا واسطہ ان پاک شہزادوں کی عصمت کا
بدل دے اپنی رحمت سے نوشتہ میری قسمت کا

"حضرت علیؑ کے فیصلے"

مرتبہ:۔ محمد وصی خاں

(حضرت علی علیہ السّلام کے پیچیدہ اور حیران کن مقدمات میں فیصلے جو احکام خدا اور رضیٰ اللہ تعالےٰ کے عین مطابق اور اسلامی انصاف کی زندہ مثال ہیں۔

اسی کتاب میں موجودہ اسلامی آرڈیننس بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس وقت جبکہ معاشرہ کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی پوری کوشش جاری ہے۔ "حضرت علیؑ کے فیصلے"، نامی کتاب کا مطالعہ عوام اور خواص دونوں کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ

تاریخ آلِ محمدؐ

بارہ اماموں کی مختصر مگر جامع سوانح حیات زبان انتہائی سلیس (ترکی زبان سے ترجمہ) اور انتہائی دلنشین انداز بہت جلد دستیاب ہو گی۔

عبدالکریم مشتاق کی نئی و اعلیٰ کتابیں

آگ خانہ بتولؑ پر ...۔ واقعہ احراق بیت فاطمہؑ کی تحقیق معتبر کتب اہل سنت کی روشنی میں مولوی شبلی و مولوی عبدالعزیز محدث دہلوی کے مباحث کا دندان شکن جواب۔ ہدیہ ۷ روپے

وہی مجرم وہی منصف۔ مقدمہ باغ فدک کی روداد سُنی کتابوں سے پیش کی گئی ہیں فن قانون اور انصاف کے تمام پہلوؤں پر مدلل بحث کرکے مخالفین کے ہر اعتراض کو رد کیا گیا ہے۔ ہدیہ ۷ روپے

واقعہ قرطاس اور کردار عمرؓ۔ اسلام کے انتہائی دلسوز واقعہ قرطاس کی تحقیق و تاریخی منظر کشی ناقابل تردید اثبات کیساتھ صحیحین سے کردار حضرت عمرؓ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہدیہ ۷ روپے

یار رسولؐ اور غار ثور۔ شب ہجرت حضرت ابوبکرؓ کی رفاقت رسولؐ کی فضیلت پر بے لاگ تبصرہ کرکے مخالفین کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ ہدیہ ۷ روپے

افسانۂ عقد اُم کلثوم۔ ایک ساٹھ سالہ نانا کا دودھ پیتی نواسی کیساتھ افسانوی نکاح۔ اخلاق و تہذیب کے آئینہ میں ملاحظہ فرماکر جواب دیں کہ کیا مسلمانوں کے بزرگوں کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہدیہ ۶ روپے

"وصی رسول اللہؐ" تاریخ کی روشنی میں۔ مسئلہ وصایت پر مذہب شیعہ کیخلاف تحریر کردہ کتاب "وصی رسول اللہؐ" کا مسکت دندان شکن جواب جس میں قرآن مجید احادیث رسولؐ، تاریخ اسلام اور دیگر مذاہب کی کتب سے حضرت علیؑ کو وصی رسولؐ مقبول ثابت کیا گیا ہے۔ ہدیہ ۷ روپے

چار یار۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی چار یاروں کا تعارف۔ اُن کے مناقب و مراتب پر عقیدت بھری کتاب۔ ہدیہ ۱۰ روپے

ڈھول کا پول۔ چند ایسے مسائل کی نشان دہی اور کچھ ویسے عقائد کا تعارف جو نہ ہی عقل کے مطابق ہیں اور نہ ہی نقل کے مگر پھر بھی سرمایۂ مذہب سُنیہ ہیں۔

نظام محمد مصطفےٰؐ۔ سنہ ۱۰ھ تک دین اسلام مکمل ہوگیا جو ضابطہ حیات ہے لہٰذا ہر وہ نظام جو حضورؐ کے جاری کردہ نظام کے برعکس ہوگا نظام مصطفےٰؐ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ حاضرہ پر دعوت غور۔ ہدیہ روپے

جنت اور جہنم۔ جنت و جہنم کیا ہے؟ قرآن اور احادیث کے ارشادات کو سائنسی اصولوں کیساتھ پیش کرکے ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت تمسک بالثقلین کا اجر جنت ہے اور تخلف کی سزا جہنم ہے۔ ہدیہ روپے

موت کا علاج۔ کیا مردہ زندہ کیا جاسکتا ہے؟ اگر کیا جاسکتا ہے تو کس طرح؟ تعلیمات اسلامیہ اور مروج سائنس سے دلچسپ انکشافات۔ ہدیہ روپے

علیؑ و عمرؓ۔ حضرت علیؑ اور حضرت عمرؓ کے باہمی تعلقات تاریخ اسلام اور احادیث رسولؐ کے آئینہ میں پیش کئے گئے ہیں اور تقابلی موازنہ ہدیہ ناظرین کیا گیا ہے۔ ہدیہ روپے

امام مظلومؑ اور یزید ملعون۔ مولوی محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کی تحریر کردہ کتاب "امام پاک اور یزید پلید" کا تجزیہ مسلک شیعہ کی روشنی میں پیش کرکے مولوی صاحب موصوف کی غلط بیانیوں کا صحیح جواب دیا گیا ہے۔ ہدیہ روپے

فرق نماز اور سائنس۔ شیعہ اور غیر شیعہ طریقہ نماز میں جو فرق پایا جاتا ہے اُسے سائنس کی تائید سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ نماز ہی اصل قرآنی و سُنتی ہے۔ ہدیہ روپے

حقیقت تحریف قرآن۔ مولوی عبدالشکور لکھنوی کی تحریر کردہ کتاب "افسانۂ تحریف قرآن" کا دندان شکن جواب۔ ان تمام الزامات کا مسکت و مکمل جواب جو مخالفین آئے دن شیعوں کے سر تھوپتے ہیں۔ ہدیہ روپے

معاہدہ صلح حسنؑ۔ اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ معاہدہ صلح حسنؑ سے مراد بیعت معاویہ ابن ابوسفیان ہرگز نہیں ہے نیز سُنی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ امام حسنؑ نے معاویہ کو خلیفہ برحق ہرگز نہ مانا تھا۔ ہدیہ روپے

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی ۔ ناشران و تاجران کتب

بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثناعشری مسجد کھارادر کراچی ۲

طوقِ زنجیر کجا، عابدِ بیمار کجا

سرِ شبیر کجا، نیزۂ بدکار کجا !
صفِ مظلوم کجا اور رسن زار کجا
تشنۂ معصوم کجا، دیدۂ خوں بار کجا
زینبؑ خستہ کجا، شام کا دربار کجا
طوقِ زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا!

مومنوں تم کو سناتا ہوں میں اک ایسا بیاں
جس کے سننے سے بگڑ جاتے ہیں سب کے اوساں
جلتے خیموں سے اٹھا ہائے جگر سوز دھواں!
خطبۂ صبر کجا، کوفہ کا بازار کجا!
طوقِ زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا!

قاسمِ خستہ جگر آہ! حسنؑ کے مہرو
تیرے سہرے کی نہ دیکھی کسی عالم میں نمو
چاند سے چہرے پہ ڈوبے ہوئے خوں میں گیسو
جسمِ معصوم کجا، گھوڑوں کی یلغار کجا
طوقِ زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا!

دیکھو تصویرِ پیمبر کی ہوئی خاک بسر!
دلِ شبیرؑ ہے صد چاک پریشاں ہے نظر
اس ضعیفی میں جواں بیٹے نے توڑی ہے کمر

کھاؤ برچھی کا کجا، سینۂ سرکار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

حرملہ تجھ کو نہ شش ماہے کا کچھ آیا خیال
خون اصغرؑ سے کیا ہے رُخ شبیر جو لال
آج تاریخ کا ہے تجھ سے مسلسل یہ سوال

حلق معصوم کجا، تیر کا شمار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

عصر کا وقت ہے اور سجدہ آخر میں ہیں شاہ
خاک اُمت یہ سمجھے کہ ہے ہے جینے کی یہ راہ
فاطمہ آئیں یہ کہتی ہوئی یا حال تباہ
سینہ پاک کجا، خنجر خونخوار کجا!
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

کھوئی کھوئی سی تھی یوں بالی سکینہؑ کی نظر
جیسے اک بھٹکا سا مسافر ہو سر راہ گذر
بے ردا آہ ہوا زینبؑ مظلوم کا سر
عزدہ بانو کجا، سترِ یعت افکار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

پُرزے پُرزے ہوئے قرآن وفا کے پارے
ظلم کرتے ہوئے بد ذات نہ بکسر ہارے
چھینے کانوں سے گوہر اور طمانچے مارے
پنجۂ ظلم کجا، پھول سے رخسار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

جب مدینہ کو روانہ ہوا اک مرد دلیر
کام تھا رونا رلانا کہ تھا نام اس کا بشیر
روئی صغراؑ جو سنی درد میں ڈوبی تقریر
صدقہ بحر کجا، دامن صد تار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

فاطمہ زہراؑ کا آیا جو مزار اقدس
بولیں زینبؑ یہ بھتیجے سے ہوئی میں بیکس
چھوڑ دو مجھ کو اکیلا کہوں گی ادلست
ماں کی آغوش کجا، دختر لاچار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

آ رہی ہے شام غریباں جو غریبوں کی ہوئی
پہرہ دینے کے لئے اٹھی علیؑ کی بیٹی
رات کے پچھلے پہر دیکھا سوار عربی
دشت پر خار کجا، حیدرؑ کرار کجا
طوق زنجیر کجا، عابدؑ بیمار کجا

"یہ قید میں علی اکبرؑ کی ماں کا نالہ ہے"

یہ قید میں علی اکبرؑ کی ماں کا نالہ ہے
نہیں وہ چاند جو گھر کا میرے اجالا ہے

میرے جوان کو نیزوں سے مار ڈالا ہے
کلیجہ توڑ کے برچھی کا پھل نکالا ہے
غضب ہے لاش کو گھوڑوں سے روند ڈالا ہے

بتاؤ لوگوں اسے ڈھونڈنے کدھر جاؤں
میں اپنے اکبر مہرو کو کس طرح پاؤں
ملے تو اپنے کلیجے سے اس کو لپٹاؤں
وہ مر گیا ہے یہ کس طرح دل کو سمجھاؤں
ارے کہاں میرا اٹھارہ سال والا ہے

خدا کے واسطے اب رن سے آؤ اے اکبرؑ
لعین ستاتے ہیں آکر بچاؤ اے اکبرؑ
کھلے سروں پہ ردائیں اڑھاؤ اے اکبرؑ
پھوپھی کے حال پہ اب رحم کھاؤ اے اکبرؑ
تڑپ کے کہتی تھیں کن کن دکھوں سے پالا ہے

بتاؤ صبر کرے کس طرح دل مادر!
شبیہ احمدؐ مختار تھے تم اے دلبر
تمہارے بعد جہاں سے گئے علی اصغرؑ
تمہارے غم میں میرے دل پہ چلتے ہیں خنجر
ملال دونا ہے دل کو قلق دوبالا ہے

قاصد میرا خط لیجا تیرا بھلا ہوگا!

قاصد میرا خط لے جا تیرا بھلا ہوگا   بابا میرا کوفہ میں کہاں رہتا ہوگا

قبر پہ بیٹوں کی زینبؑ نے کہا!
ماں وطن جاتی ہے پیاروں الوداع
گھر کہیں کنبہ کہیں قبریں کہیں
اے غریبو بے دیار و الوداع!

کہتی تھی زینبؑ یہ قبر شاہ سے
تم بھی زینبؑ کو پکارو الوداع

جہلم کو آئیں حشر بپا ہے دہائی ہے!

جہلم کو ان میں حشر بپا ہے دہائی ہے
مدت کے بعد رانڈوں کی منت بر آئی ہے
سیدانیوں نے اب صف ماتم بچھائی ہے
اے رونے والو پیٹو سروں کو دہائی ہے
بھائیؑ کے دفن کرنے کو ہمشیر آئی ہے

روتا ہے جسکو زمانے کا ہر بشر!
اہل حرم پھر آئے گئے جسکے در بدر
دسویں کو نہر کربلا میں کٹا ہائے جس کا سر
چالیس دن پڑا رہا جو ریگ گرم پر
بھائیؑ کے دفن کرنے کو ہمشیر آئی ہے

جب اہل بیت وارد کرب و بلا ہوئے
زینبؑ پکاری بھائی یہاں پر جدا ہوئے

مصروف ماتموں میں سب اہل حرم ہوئے
بولو تو لوگو! اکبرؑ و اصغرؑ عباسؑ کیا ہوئے
بھائیؑ کے دفن کرنے کو ہمشیر آئی ہے!

کربل نگری

سن ساٹھ تھا سنسار میں ڈالے ہوئے ڈیرا
چھایا ہوا تھا پاپ کے بادل کا اندھیرا
بھولا ہوا تھا پالنے والے کو زمانا
دھرتی پہ غریبوں کا نہ تھا کوئی ٹھکانا
اسلام تھا اک خون میں ڈوبا ہوا لاشا
روزوں کی ہنسی تھی تو نمازوں کا تماشا
شیطان کے بندوں نے مٹا رکھا تھا اسلام
تلوار کی شکتی کو بنا رکھا تھا اسلام
شہ زور کی انگلی میں تھیں دبکی ہوئی نظریں
مایا کے چمکتار سے بہکی ہوئی نظریں!
ہر کام میں گر پھوٹ تھی تو ہر کام میں تھا کھوٹ
سونے کی ملاوٹ سے تھا جیون میں بڑا کھوٹ
انیائے کا تھا راج تو اپرادھ کی جے تھی
قرآن کے اپدیش کی مدھم ہوئی لے تھی!

چھوڑے ہوئے ست دھرم کی چاہت کو یزیدی
سنگوائے ہوئے بیٹھے تھے دولت کو یزیدی
عزت کا غریبوں کے لئے کال پڑا تھا!
مایا کا جو مالک تھا وہی سب میں بڑا تھا!
دُنیا کے مزے ظالم شاہی کے لئے تھے
مزدور امیروں کی غلامی کے لئے تھے
ہاتھوں میں نہ کس بل تھا نہ تھی خون میں گرمی
دس بیس جو دھرمی تھے ہزاروں تھے ادھرمی
کہلاتی تھی اچھی وہی بات جو بُری تھی!
سچائی کی گردن پہ حکومت کی چھری تھی
بے رحم نگاہیں یہ مزے لوٹ رہی تھیں
مزدور کے سینے کی رگیں ٹوٹ رہی تھیں
لائی تھیں مہا پاپ کی برسات شرابیں
پانی کی طرح اُڑتی تھیں دن رات شرابیں
سنسار نظر آیا جو اوپدیش کا پیاسا
کوفہ کو چلا گھر سے محمدؐ کا نواسا
اِچھا تھی کہ گرتی ہوئی دیوار سنبھالے
اللہ کے بندوں کو بُرائی سے بچالے!
تلوار نہ رستہ میں اُٹھائی تھی کسی پر
لڑنے کا تھا سامان نہ چڑھائی تھی کسی پر
لپٹے تھے وہ چہلوں سے جو تھے چاہنے والے

کچھ ساتھ کے کھیلے ہوئے کچھ گود کے پالے!
سدا تھی بھی وہ پائے جو رشی اور منی تھے
بچے بھی تو اس گھر کے گیانی تھے گنی تھے!
بھارت کے لٹیا نہ انھیں ہاتھ سے کھوتے
کہلاتے وہ اوتار جو اس دیس میں ہوتے
شبیرؑ کے قبضہ میں تھا لشکر نہ ریاست
سچائی کی پونجی تھی اور اولاد کی دولت
کرتار کی مایا تھی نہ اپنی نہ پرائی!
بیٹا تھا برابر کا تھا بھائیؑ
بھائیؑ کی کمائی تھی بہن کے تھے دلارے
دھرتی پہ چمکتے ہوئے آکاش کے تارے
سب چھوٹے بڑے مل کے تھے گنتی میں بہتر!
اتنے ابھی کمسن تھے کہ چھوٹے میں تھے اصغرؑ
اٹھارہ برس والے تھے نانا کی ثانی
تھی روپ میں اکبرؑ کے پیمبرؐ کی جوانی
سب کہتے تھے ماں باپ کے سایہ میں بڑھیں گے
کلثوم کو یہ آشا تھی کہ پروان چڑھیں گے
پردہ میں تھیں کچھ بیبیاں چہروں کو چھپائے
سہمے ہوئے بچوں کو کلیجوں سے لگائے!
یثرب سے نکل کر کہیں آرام نہ پایا!
رستہ وہ کٹھن جس میں نہ پانی تھا نہ سایا

وہ دھوپ کڑی اور وہ گرمی کا مہینہ
بہتا ہوا وہ چاند سے ماتھوں پہ پسینہ
مرجھائے ہوئے دھوپ میں تھے پھول سے چہرے
سونلائے ہوئے دھوپ میں تھے پھول سے چہرے
کوفہ بھی نہ پہنچے تھے ابھی سیّد والا!
رستہ میں ملا شام کے حاکم کا رسالہ
تھی شہر میں شبیر کے جانے کی منا ہی
ناکہ پہ تھے یہ ایک ہزار ایک سپاہی
آپے میں مگر کوئی نہ چھوٹا نہ بڑا تھا
ایک ایک جواں موت کے چکر میں پڑا تھا
بیتا تھی کڑی دن کو نظر آتے تھے تارے
جنگل میں پڑے پھرتے تھے سب پیاس کے مارے
جانے کو تھیں پانی کے لئے ہاتھ سے جانیں!
گھبرا کے نکل آئی تھیں ہونٹوں پہ زبانیں
سردار بھی لشکر کا تھا جینے سے ترا سا
رحم آگیا سیّد کو انھیں دیکھ کے پیاسا
یُن کر کے بھی سرمائے جو داتا ہو تو ایسا
دشمن پہ ترس کھائے جو داتا ہو تو ایسا
ہر شخص اس کے ہلے کھل گئے مشکوں کے دہانے
اک آن میں سب لٹ گئے پانی کے خزانے
برکھا کی جھڑی بن کے برستا رہا پانی!

سوکھے ہوئے جنگل کی زمیں ہو گئی دھانی
کیا دل تھا کہ اپنے لئے قطرہ نہ بچایا
سب پی چکے جب گھوڑوں کو اونٹوں کو پلایا
جب پیاس بجھی بھول گئے موت کا آنا
کن ایک نے بھی جان بچانے کا نہ مانا
جان آ گئی دیکھا میں یہ دو گھونٹ جو پی کے
پہنچا دیا مقتل میں نواسے کو نبیؐ کے
پردیس میں دھوکے سے بلا کر اسے مارا
احسان کا یوں بھی کوئی کرتا ہے اتارا
جلتی ہوئی ریتی پہ لٹے پیاس کے مارے
خیمے بھی نہ رہنے دیئے ندی کے کنارے
سب گھاٹ کو روکے ہوئے بے شرم کھڑے تھے
تپتے ہوئے میدان میں مہمان پڑے تھے!
پھر فوج پہ فوج آنے لگی شام نگر سے
بصرے سے کبھی اور کبھی کوفہ کی ڈگر سے!
ایسی ہوئی جنگل میں ستمگاروں کی بھرتی
تلواروں کی جھنکار سے ہلنے لگی دھرتی
بھر مار تھی کوفہ سے یہ کربل کی زمیں تک
چالیس ہزار آ گئے محرم کی نویں تک
بھرپور تھے اِن جل سے اُدھر دشمن جانی
یاں ساتویں تاریخ سے کھانا تھا نہ پانی

حاکم کا سندیسہ تھا کہ مرنے کی نہ ٹھانو!
جان اپنی ہے پیاری تو حکومت مری مانو!
ہر طرح کی تکلیف تھی سو جھیل پڑے تھے
پر بات پہ اپنی یہ جواں مرد اڑے تھے
ساونتوں نے کس باٹ سے یہ رات گزاری
سب موت کی سیوا میں رہے سرت کے پجاری
ایک ایک کو تھی فکر کہ ہتھیار سنواریں
دیکھی گئیں پرکھی گئیں تلواروں کی دھاریں
سب کرتے تھے ست دھرم پہ مرنے کی دعائیں
بچوں کو ادھر خیموں میں سمجھاتی تھی مائیں
دیکھو کہیں میدان میں عزت نہ گنوانا!!!
دو جگ کو رہے یاد وہ تلوار چلانا
دسویں کی ہوئی صبح تو دولھا سا بنا کر
بھیجا انھیں ماں بہنوں نے ہتھیار سجا کر
کیا دیکھنے کا ذکر ہے سننے میں نہ آئی
چالیس ہزار اور بہتر کی لڑائی!!!
مولا کا سپاہی نہ بڑھا تھا کوئی صف سے
تیر آئے پہل ہو گئی دشمن کی طرف سے
شبیر نے پھر بڑھ کے یہ اپدیش سنایا
تم نے مجھے خط لکھ کے ہے مہمان بلایا
گر دل پہ نہ لو خون یہ سونا نہیں سستا

میں ہند چلا جاؤں گا دیدو مجھے دستہ
اُس فوج کے افسر نے سنی جب کہ یہ بانی
رستہ میں جسے آپ نے پلوایا تھا پانی
ستر آگیا کرنی یہ کہ ہر دستے میں دیا تھی!
مرنے کے لئے ہو گیا شبیر کا ساتھی
اک بیٹا تھا اک بھائی تھا اور ایک تھا چاکر
سب ساتھ ہوئے پریم ڈگر سامنے پا کر
اُس فوج سے اللہ کے پیارے نکل آئے
بادل کو ہٹا کر یہ ستارے نکل آئے
سو روک یہ نے کام کئے رہ نہیں سکتی
سنسار سے کہہ دو کبھی ست کی ہے شکتی
سونے کی طرح ست کی کسوٹی پہ کھرے تھے
پہلے ہی رن بیر جواں لڑ کے مرے تھے
تب ٹھٹھ گئی اک ایک کبھی دو دو کبھی سدھارے
ایک ایک نے شترو شترو کو کیا گور کنارے
کمسن تھے جو بچے وہ بہت رن میں اڑے ہیں
دن کھیلنے کے جن کے تھے کیا کیا وہ لڑے ہیں
جس ماں کا گیا لال وہ دروازہ پہ آئی!
لکھا ہے کہ خود پردہ سے دیکھی ہے لڑائی
سننے چلے آتے ہیں کہ ایسا بھی تھا کوئی
شبیر کے انصار میں دولھا بھی تھا کوئی

اس عمر میں یوں موت بھلا کس نے ہے چاہی
سو سال کے بوڑھے بھی تھے آقا کے سپاہی
وقت آتے ہی بیتابیں ہونے لگیں نمازیں
پڑھنے لگے سب تیروں کی برکھا میں نمازیں
سینوں کو سپر کر دیا ہر تیغ کے آگے!
دو ہیر کھڑے ہو گئے شبیرؑ کے آگے!
اک مر گیا ان میں کا مگر منھ کو نہ موڑا
دم توڑ دیا پریم کے بندھن کو نہ توڑا
عباس سا اب ایک بھی شیدائی نہ ہوگا
سوتیلا تھا ایسا کہ سگا بھائی نہ ہوگا
کانپی ہے زمیں نہر کی رن ایسا پڑا ہے
جب گھاٹ پہ مشک اور علم لے کے لڑا ہے
سر کاٹے تو اس ڈھب سے کوئی فوج کا ریلا
دریا کوئی چھینے تو ہزاروں سے اکیلا
دریا پہ کوئی پیاسا سا جو رہ جائے تو مانیں
پانی نہ پیئے پیاس میں دو دن کی تو جانیں
پانی کو وفادار نے منھ بھی نہ لگایا
بچوں کے لئے مشک بھری اور پلٹ آیا
پھر فوج سمٹ آئی علمدار کو گھیرا
تیر اتنے چلے چھا گیا جنگل میں اندھیرا
آس اس نے نہ دی ہاتھ سے ہاتھوں کو کٹا کر

سادات بڑھا مشک کو دانتوں میں دبا کر
نکلا ہے کبھی اور کبھی فوجوں میں گھرا ہے
جب تیر پڑا مشک پہ گھوڑے سے گرا ہے
اکبرؑ کا وہ روپ اور وہ مرجانے کا ارمان
خیمے سے نکل آیا تھا جنگل میں جیدر مال
کس شوق سے ماں باپ نے دیکھی ہے لڑائی
بابا نے جواں بیٹے کی خود لاش اُٹھائی
کیا دُکھ سے بھری ہے علی اصغرؑ کی کہانی
دو دن سے ملا تھا نہ جسے دودھ نہ پانی
شبیرؑ نے خیمے سے اُسے گود میں لاکر
سب فوج کو دکھلا دیا ہاتھوں پہ اُٹھا کر
کارن تھا کہ شاید کوئی جان اس کی بچا دے
دو گھونٹ سسکتے ہوئے بچہ کو پلا دے
سب نے کئے مرجھائے ہوئے پھولوں کے درشن
سُنتے ہیں کہ منھ پھیر کے رونے لگے دشمن
پانی کی دیا ایک کے دل میں بھی نہ آئی
اک تیر سے بچہ کی ہوئی دودھ بڑھائی
دم توڑ دیا باپ کے ہاتھوں پہ اُچھل کر!
سنسار سے پیاسا ہی گیا خون اگل کر!!
ایسا کبھی اپرادھ نہ دُنیا میں ہوا تھا!
دیکھا تھا نہ آنکھوں نے نہ کانوں نے سُنا تھا!

بچے کی یہ سیج دہاں بچھی یہ سمرن تھی پیتا کی
اتنا ہی کہا منھ سے جو مرضی ہو خدا کی
اب لڑنے کے قابل کوئی چھوٹا نہ بڑا تھا
اک چاند تھا بیمار جو خیمہ میں پڑا تھا
نردوش کو ناچار کو پایا جو اکیلا
کھینچے ہوئے تلواریں بڑھا فوج کا ریلا
اب شیر نے انگڑائی لی اور باگ سنبھالی
بجلی سی چمکتی ہوئی تلوار نکالی!
سر سینکڑوں ہر وار میں تلوار نے کاٹے
برکھا ہوئی لوہوں کی برسنے لگے اولے
زخمی نے مسافر نے زمیں رن کی ہلا دی
پیاسے نے بڑی دور تلک فوج بھگا دی
وقت آیا عبادت کا تو بے خوف ٹھہر کر
سجدہ میں جھکا خاک پہ گھوڑے سے اتر کر!
بادل کی طرح چھا گئے بھاگے ہوئے مکار
بے کس پہ برسنے لگی تلوار پہ تلوار
مجبور سے دیکھے لیے بس اسنے پیا کے
سر کاٹ لیا ستمگر نے سجدہ میں خدا کے
پھر لوٹ پڑی، آگ لگائی گھر ساریں
آکاش تلے یوں نہ مٹا کوئی سفر یں
کچھ بی بیاں، بچے کئی نازوں کے پلے تھے

مذہب ایک ہی رسّی میں غریبوں کے گلے تھے!
باندھا گیا اک اونٹ پہ بستر سے اُٹھا کے
بیمار کو بھی لے گئے زنجیر پنہا کے
غم ہے اُسی مظلوم کا ماتم ہے اُسی کا
تیرہ سو برس سے یہ محرم ہے اُسی کا
شبّیر نے اس دیس کو جب یاد کیا تھا
اسلام کا بھارت میں پتہ تھا نہ سرا تھا
کوئی تو ہے اس دیس سے مظلوم کا بندھن
کیوں، ورنہ حسینی ہیں یہ دت قوم کے برہمن
کچھ بھید ہے جو سوگ میں جوگی سے بنے ہیں
ہندو اسی دھرتی پہ عزادار کھڑے ہیں
اب تک جو ہیں انجان کچھ ایسے بھی ہیں بھائی
ہو جاتی ہے مظلوم کے ماتم پہ لڑائی!
بھول اپنی ہے ہردے میں جو یہ گرد جمی ہے
دوش ان کا نہیں اپنی ہی کوشش میں کمی ہے
جو حال سنانا تھا سنایا نہیں ان کو
مہمان کا جنازہ ہے بتایا نہیں ان کو
بھارت کے پنچ ہو تو اور اچھوت ادھر آؤ!
مہمان کے تابوت کو سب مل کے اُٹھاؤ
خود اس نے کیا تھا ادھر آنے کا اشارہ
مہمان جو ہمارا ہے وہ پہلے ہے تمہارا

ہر سال وہ آتا ہے محبت کو بڑھانے
آپس میں گلے ہندو و مسلم کو ملانے
مہمان کا یوں کہتے ہیں آدرش یہ دکھا دو
شبیرؑ کی جے بول کے دنیا کو ہلا دو
پھر خون مسلماں کا نہ ہندو کا بہے گا!
شبیرؑ کے صدقے میں سدا میل رہے گا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب بیاض
سید رضی رضوی

دستِ غازی حسنؑ و حسینؑ

دیکھ کر عباسؑ کی جنگ اشقیا کہنے لگے
لڑ رہے ہیں آج جیسے حیدرِ کرار سے

حسینؑ کا غم ہر غم سے نجات دلاتا ہے۔

"لاکھ ہیں دشمنِ دیں اور ہے اک سر تنہا!"

روکے زینبؑ نے کہا رہ گئے سرور تنہا
لاکھ ہیں دشمنِ دیں اور ہے اک سر تنہا

تم تو عباسؑ ترائی میں پڑے سوتے ہو
ظلم کے بیچ میں ہے عابدِ مضطر تنہا

آؤ سینے سے لگا لوں تجھے ڈر لگتا ہے
کیسے رہ پاؤ گے تم قبر میں اصغرؑ تنہا

ہو چکی شام جدا ہو گئے انصار و رفیق
دشت کی گود میں ہے سبطِ پیمبرؐ تنہا

نہ تو مقنعہ ہے نہ چادر نہ عماری بھتیا
سر کھلے بلوے میں ہیں آلِ پیمبرؐ تنہا

اب حسن مانگ لو دربارِ حسینی سے صلہ
آخرت میں ملے گا اک خلد میں گھر تنہا

ہوتی ہے تبلیغ دیں زنجیروں کی جھنکار سے!

کارواں حق جو گذرا شام کے بازار سے
ہوتی ہے تبلیغِ دیں زنجیروں کی جھنکار سے

انقلاب دہر دیکھو کوفے کی شہزادیاں
جا رہی ہیں سر برہنہ کوفے کے بازار سے!
دیکھکر عباسؑ کی جنگ اشقیا کہنے لگے
لڑ رہے ہیں آج جیسے حیدر کرار سے
بھر کر مشکیزہ جو پلٹا نہر سے وہ باوفا
کر دیا فوجوں نے حملہ تیر سے تلوار سے
ہائے مجبوری کا عالم ہو گئے شانے قلم!
کیا بچے مشک سکینہؑ تیروں کی بوچھار سے
لائے ہیں ظالم پہنانے تشنہ لب کو بیڑیاں
ہائے یہ کیسے اٹھے گا عابد بیمار سے!
دیکھنا چشم تصور سے ذرا اے مومنوں
شہ نے کھودی قبر اصغر کسطرح تلوار سے

اے علی اکبرؑ میرے اے علی اکبرؑ میرے!!!

کھو گئے ہو تم کہاں ڈھونڈتی ہے مادر!
اے علی اکبرؑ میرے اے علیؑ اکبرؑ میرے
زخم سینے پر لگا اور جگر تک چھد گیا
خون سے رنگین ہے سرزمین کربلا
ہاتھ رکھو زخم پر آتی ہے ماں دوڑ کر
اے علی اکبرؑ میرے اے علی اکبرؑ میرے

آرزو تھی میری دیکھوں سہرے کی لڑی
ہائے قسمت کیا کروں خوں میں میت ملی
سیج پھولوں کی کہاں خاک کا بستر
اے علیؑ اکبر میرے اے علیؑ اکبر میرے

حُسن و یاور نہیں شاہ کا لشکر نہیں
سو گئے عباسؑ بھی گود میں اصغر نہیں
سینکڑوں رنج و محن اور اک سرور
اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے

اک سکینہؑ سی بہن شل ہے کوڑوں سے بدن!
باندھے سو حلق میں ستمر لایا ہے رسن!
ظلم کی ہے انتہا چھن گئے گوہر
اے علی اکبرؑ میرے اے علی اکبرؑ میرے

طوق کا آزار ہے عابدؑ بیمار ہے
زینبؑ و کلثومؑ اور شام کا بازار ہے
بعد تیرے اہل ستمر لے گئے چادر
اے علی اکبرؑ میرے، اے علی اکبرؑ میرے

اے شہید کربلا اے شہید مصطفیٰ!
واسطہ ہے آپ کو شبرؑ و شبیرؑ کا
اب حسنؔ کی لیجئے کچھ خبر آکر
اے علی اکبرؑ میرے اے علی اکبرؑ میرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

صاحب بیاض
جناب ناظم حسین

حضرت روح بجنوری

میرے اصغرؑ کہاں ہو آجاؤ!

میرے اصغرؑ کہاں ہو آجاؤ!!!
رات کا وقت ہونے والا ہے!

پانی پینے گئے تھے مقتل میں | لب دکھانے گئے تھے مقتل میں
تیر کھانے گئے تھے مقتل میں | دل دکھانے گئے تھے مقتل میں

میرے اصغر یہ کیا کیا تم نے | تیر گردن پہ کھا لیا تم نے
موت کا جام کیوں پیا تم نے | ہنس کے سب کو رلا دیا تم نے

چل دیئے مجھ سے روٹھ کر ہائے | میں نے کپڑے نئے نہ پہنائے
بال بکھرے ہوئے نہ سلجھائے | کون اب ماں کے دل کو بہلائے

غم گلے سے لگا رہی ہوں میں | خالی جھولا جھلا رہی ہوں میں
خون کے آنسو بہا رہی ہوں میں | اب سوئے شام جا رہی ہوں میں

اے عوجؔ اب عوج پہ غم ہے
دونوں عالم میں شور ماتم ہے
جتنا رولیں گے آج ہم کم ہے
ماں کے دل کی پکار پیہم ہے

حُبِ علیؑ ہے دل میں تو سجدہ قبول ہے

اس بات پر گواہ خدا ہے رسولؐ ہے
حُبِ علی ہے دل میں تو سجدہ قبول ہے

دُنیا میں اس لئے ہمیں رہنا قبول ہے
دُنیا کبھی اہلبیتؑ کے قدموں کی دھول ہے
رکھ لی ہے جس نے دین کے گلشن کی آبرو
شبیرؑ فاطمہؑ کے چمن کا وہ پھول ہے

بس پنجتن ہی دینِ خُدا کی بہار ہیں
ان کے بغیر دین کا دعویٰ فضول ہے
وہ شب کہ جو گذر گئی ذکرِ حسینؑ میں
اُس شب میں ساری عمر کی محنت وصول ہے

اشکِ عزا ہیں زینت رومالِ فاطمہؑ
کیوں دیکھکر حسد سے زمانہ مُلول ہے
اے اُمّتِ رسولؐ سمجھکر شہید کر
اکبرؑ ہے نام اور شبیہِ رسولؐ ہے

اصغرؑ کو دفن کر کے اُٹھے اور یہ کہا!
اب ہر طرح حسینؑ کو مرنا قبول ہے
قرآں نے سر بلند کیا ہے جنھیں عروج
دُنیا گرا کے اُن کو یہ دُنیا کی بھول ہے!

تو نے رکھ لی بخدا احمدِ مختارؐ کی بات!

کوئی پوچھے جو وفا اور وفادار کی بات
بس اُسے یاد دلا دینا علمدار کی بات

اشک ناموسِ محمدؐ پہ نکل پڑتے ہیں
یاد آجاتی ہے جب شام کے بازار کی بات

ننگے سر اہلِ حرم ہاتھ میں اونٹوں کی مہار
پوچھتا کون بھلا عابدِ بیمار کی بات!

ہوگیا سب پہ عیاں ظالم و مظلوم کا فرق
لاکھ چاہا نہ بنی شام میں کفار کی بات

اے حسینؑ ابن علیؑ تیری تہہّور کی قسم!
تو نے رکھ لی بخدا احمدِ مختار کی بات!

حجتِ حق سے بھی جب بات نہ مانی جائے
تب دھنی کرتے ہیں تلوار کے تلوار کی بات!

وعدۂ طفلیِ شبیرؑ کا پورا ہوتا
خیر گذری نہ بڑھی رن میں علمدارؑ کی بات

غمِ شبیرؑ ہے غم سارے زمانے کا عروج
ہے یہ بات ایک جہاں کی نہیں دو چار کی بات

وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے

وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے
اس کو سلمانؓ کی بینائی عطا ہو جائے

ذکر عباسؑ علمدار کیا کر ہر دم
تاکہ تو واقف آداب وفا ہو جائے

دل میں بوئے غم شبیرؑ بسائے رکھنا!
دل کے پھولوں سے یہ خوشبو نہ جدا ہو جائے

سب مسیحا ہیں محمدؐ کے گھرانے والے!
نام بیمار جو لے لے تو شفا ہو جائے

مجلسوں میں چلے آؤ غم شبیرؑ کرو!
یہ تو وہ غم ہے کہ ہر غم کی دوا ہو جائے

حلق اصغرؑ کو تو پانی کی ضرورت تھی مگر
تیر سے زخمی نہ اصغرؑ کا گلا ہو جائے

آگ خیموں میں لعینوں نے لگا دی دیکھو
کسی ماں سے کوئی بچہ نہ جدا ہو جائے

مدحت آل محمدؐ میں نہ چھوڑونگا عروج
مجھ سے ہوتا ہے اگر کوئی خفا ہو جائے

دشمنی جس نے رکھی شہ کے عزاداروں سے

دشمنی جس نے رکھی شہ کے عزاداروں سے
سر کو ٹکراتا رہا وہم کی دیواروں سے

یا علیؑ کہہ کے بڑھو تو ملے گی منزل
اتنا کہہ دے کوئی ان قافلہ سالاروں سے

کیا بتاؤں میں تمھیں اشک عزا کا اعجاز
چھین لیتے ہیں تپش ظلم کے انگاروں سے

کون روکے گا بھلا ذکر غم کرب و بلا
موج پانی کی کٹتی نہیں تلواروں سے

کربلا جب بھی کسی دور میں پیش آتی ہے
جنگ کرتے ہیں لعین حق کے طرفداروں سے

سر زینبؑ سے ردا چھین کے اعدا نے کہا
اب گزرنا ہے تمھیں شام کے بازاروں سے

شمر لعیں نے چھین لئے کیا تیرے کانوں سے گہر
خون بہتا ہے سکینہؑ تیرے رخساروں سے

واقعہ یہ ہے کہ مقتل میں شہیدوں نے کروج
ظلم کو کاٹ دیا صبر کی تلواروں سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن تبلیغ عزا

صاحب بیاض اعجاز حیدر

شریف آباد ـ کراچی

طوق و زنجیر کجا عابدؑ بیمار کجا
ہائے سجادؑ کجا دشتِ پُرخار کجا

نجف کو میں چلا خم کر کے سر آہستہ آہستہ

نجف کو میں چلا خم کر کے سر آہستہ آہستہ
میری تقدیر پہنچی اوج پر آہستہ آہستہ
صداقت کھل رہی ہے رات دن آل محمدؐ کی
زمانہ آ رہا ہے راہ پر آہستہ آہستہ
تصور میں حسینؑ ابن علی ہیں صبح کی صورت
نکھرتے جا رہے ہیں بام و در آہستہ آہستہ
بتا کر قبر اصغر او رہا کر قبر پر آ لسنو!
سہ دیں چل دیئے اٹھ کر مگر آہستہ آہستہ
علیؑ سمجھا، ولی جانا، وصی مصطفےٰؐ مانا
اٹھے جب یہ حجابات نظر آہستہ آہستہ

طوق و زنجیر کجا عابدؑ بیمار کجا!

طوق و زنجیر کجا عابد بیمار کجا
پائے سجاد کجا رستہ پر خار کجا
ننگے سر شام میں ناموس محمدؐ ہیں اسیر
سر بازار کجا عزت اطہار کجا!

ماں، پھوپھی، بہنوں کے سر پر نہیں چادر افسوس!
مجمع عام کجا، طعنۂ اعدا کجا
زیر خنجر تھے گلا بھائی کا زینب کے حضور
شمر ملعون کجا، زینب غمخوار کجا

طشت میں رکھا ہے شبیر کا سر ہائے غضب
سر شبیر کجا، شام کا دربار کجا

کربلا کو سر کیا ہے دے کے سر شبیر نے

کربلا کو سر کیا ہے دے کے سر شبیر نے
دین احمد پہ لٹا یا اپنا گھر شبیر نے
یوں کیا ہے شام کی جانب سفر شبیر نے
بخش دی اسلام کو تازہ سحر شبیر نے

بس فقط رکھتی نہیں خاک شفا ہی کربلا
دے رہی ہے آج بھی حق کی گواہی کربلا

یہ علی اکبر یہ قاسم ہیں یہ زینب کے پسر
یہ سکینہ ہے تکا ہی جن کی ہیں عباس پر
یہ علی اصغر ہے جھولے میں جو آتا ہے نظر

ظلم کی تدفین کا سامان کر جائے گا یہ
ہر کڑی منزل سے ہنس ہنس کر گزر جائیگا یہ

پیاسے بچوں کی نگاہیں تھیں سکینہؑ کی طرف
جب علم لے کر چلے عباسؑ دریا کی طرف
تھا جلال ایسا بڑھے جب فوج اعدا کی طرف
چھوڑ کر دریا ہر اک بھاگ اٹھا صحرا کی طرف

رکھ دیا عباسؑ نے لاشوں سے دریا پاٹ کر
سامنا ہوتے ہی آنا موت کا سر کاٹ کر

حملہ اعدا پہ کیا قاسمؑ نے کہہ کر یا علیؑ
لشکرِ باطل میں چاروں سمت ہلچل مچ گئی
کانپتے تھے سورما رن کی زمیں تھرا اٹھی!
فوج کے بادل پہ جب تلوار کی بجلی گری!

سرکشوں کے سر سرِ میداں پہ لوٹے کے
حق کی اس تلوار نے بت کاٹ ڈالے جھوٹ کے

ہو گئے قربان قاسمؑ مسلکِ شبیرؑ پر!
وار ہو گئے ظلم کے ایثار کی شمشیر پر!
اے قلم رک رک کے چل قابو نہیں تحریر پر!
ایک صدمہ اور گزرا زینبؑ دلگیر پر!

دینِ حق پر دے کے قربانی حسنؑ کے لال نے
پتھروں کو کر دیا پانی حسنؑ کے لال نے

شق ہوا جاتا ہے دل اب غم کی شدت ہے ذہینؔ
روک لے اپنا قلم ورنہ قیامت ہے ذہینؔ
اس قلم کی آبرو فن کی صداقت ہے ذہینؔ
اس لئے تحریر بھی تیری عبادت ہے ذہینؔ

[illegible]

جو حامیِ حسینؑ تھے زندہ ہیں آج تک
جو قاتلِ حسینؑ تھے وہ لوگ مر گئے

آتے ہوئے حسینؑ کو دیکھا تو خالی ہاتھ
بانو پکاریں کہ اے مرے اصغرؑ کدھر گئے

وہ وقت عصر کرب و بلا میں سکوت تھا
رونے لگی کہ آہ علی اکبرؑ گذر گئے

معصومیت بھی ہر پہ گریباں وہیں گئی
گوشِ سکینہؑ سے جہاں چھن کے گوہر گئے

صہبا یہ معجزہ ہے جنابِ حسینؑ کا
نامِ حسینؑ جب بھی لیا دل نکھر گئے!

سلام

از صہبا اختر

جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے
روح اشکوں سے بھیگ جاتی ہے

نام شبیرؑ کا بھلائے کون
ایسی تاریخ کو مٹائے کون

جو دیئے خون سے جلاتی ہے
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

جن کو پیاسے گئے تھے ٹھکرا کر
اب بھی نہرِ فرات آ آ کر

اُن کناروں کو چوم جاتی ہے
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

نورِ حق آج بھی منور ہے
ہر دل میں اذانِ اکبرؑ ہے

ہر نماز آج بھی بتاتی ہے
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

جاں نثاری کی انتہا کیا ہے
عشق میں شیوۂ وفا کیا ہے!

روحِ عباسؑ یہ سکھاتی ہے
جب یادِ حسینؑ آتی ہے!

دیکھنا تو تبسم اصغرؑ!
موت کا تیر بے اماں کھا کر!

زندگی کیسے مسکراتی ہے
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

ہائے فریادِ زینبِ مظلوم!
کیسا کیسا ہمیں رُلاتی ہے
کربلا کا ہے نور آنکھوں میں
شام عاشور جھلملاتی ہے

ہائے یادِ سکینہؑ معصوم
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے
کوئی شب ہو ہمارے اشکوں میں
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

جبر دُنیا سے ہم کو ڈر کیسا
ہم تو اُن کے غلام ہیں صہبا
جن سے خود شاہی تھرتھراتی ہے
جب بھی یادِ حسینؑ آتی ہے

کوئی بتائے کہ پانی کا کیا مقام رہا
حسینؑ پیاس میں اصغرؑ کو جب پلا نہ سکے!

فیضؔ

سید ضمیر حسن رضوی المشہدی

[illegible]

مکان نمبر ۱۲۴ ، ۱۳ ، ناظم آباد کراچی

ہائے وہ شاہ کا کہنا مرے بھائی عباسؑ
تم سے پہلے مجھے کیوں موت نہ آئی عباسؑ

ہلالِ غم

نکلا فلک پہ چاک گریباں عزا کا چاند
نظروں سے اب چھپے گا شہِ انبیاء کا چاند

عالم نہ کیوں سیاہ ہو ہو رہا زوال!
نورِ نگاہِ فاطمہؑ شیرِ خدا کا چاند

روحِ بتولؑ کہتی ہے اکبرؑ کو دیکھ کر
پیوندِ خاک ہوگا مرے مہ لقا کا چاند

کعبہ میں بھی نہ قبلۂ دیں کو ملی پناہ
مژدہ کہاں سے لائے اسیرِ جفا کا چاند

افسوس کربلا میں ہتہ ساک ہو گیا
نورِ نگاہِ میرِ عربؐ مرتضیٰ کا چاند

پامالِ ظلم ہے جسدِ اکبرِ جواں!
ٹکڑے ہے ماہ پارۂ خیر النسا کا چاند

نیزے پہ آفتابِ امامت ہوا طلوع
نوکِ سناں پہ پاکے چڑھا کربلا کا چاند

لو ہو گیا غروب میانِ سوادِ شام
خورشیدِ آسمانِ شرف و سرا کا چاند!

محرم کا چاند

ماہِ عزا کا چاند نمودار ہو گیا
آزارِ غم میں حسن گرفتار ہو گیا

اعضائے تن سے رنج کا اظہار ہو گیا
ہر قلب شکل نرگس بیمار ہو گیا

کیوں آج دیکھ کے رونے میں چاند کو
کیا یہ بھی سوگوار عزادار ہو گیا

اس ماہ کے ہلال کی صورت نے کہہ دیا
خنجر سے قتل دین کا سردار ہو گیا

سر کٹا نبیؐ کی گود میں زہراؑ کے لال کا
جب شمر ذبح کرنے پہ تیار ہو گیا

بچوں کی پیاس بجھ نہ سکی کربلا میں ہائے
بازو کٹے شہید علمدارؑ ہو گیا

تشنہ دہانی علی اصغرؑ کو دیکھ کر
مصروف گریہ لشکر کفاّر ہو گیا

ماہِ عزا

جس دم فلک پہ ماہِ محرم ہوا عیاں
تھے راستے میں کرب و بلا کے شہ زماں

دیکھا جو چاند حق سے دعا کی حسینؑ نے
طاقت دے مجھ کو صبر کی اے ربِ دو جہاں

پڑھ کر دعا رخ علیؑ اکبر پہ کی نگاہ!
انجام کار سوچ کے دل ہو گیا تپاں

مٹ جائے گی جوانی شبیہہ رسولؐ کی
سولہ پہر کی پیاس میں کھائیں گے یہ سناں

قاسم کی لاش ہوئیگی گھوڑوں سے پائمال
زینبؑ کے دونوں لال گنوا دینگے اپنی جان

آیا خیال دیکھ کے عباسؑ کی طرف!
شانے کٹا کے نہر پہ تڑپے گا یہ جوان!

آئے گی موت اصغرؑ نادان کو تیر سے

ناسور ہوگا ننھی سی گردن میں ناگہاں
خیمے جلائے جائیں گے دسویں کو بعد عصر
طوقِ گراں کو پہنے گا بیمار ناتواں

پہلی تاریخ

لو کربلا میں آیا مہمان کربلا کا
کنبہ کو ساتھ لایا مہمان کربلا کا

خاتم ہے بے نگینہ، ویران ہے مدینہ
ہے فاطمہ کا جایا مہمان کربلا کا

سامان رنج و حسرت اسباب درد و محنت
سب اپنے ساتھ لایا مہمان کربلا کا

ہیں میزبان جتنے سب ہیں لہو کے پیاسے
اب کیا کرے خدایا مہمان کربلا کا

کیوں لشکر ضلالت، دعوت میں یہ عداوت
ہم سب کا تھا بلایا مہمان کربلا کا

کیوں شمر کیا سمجھ کر پھیرا گلے پہ خنجر
مظلوم تھا کہ آیا مہمان کربلا کا

دوسری تاریخ

زینبؑ کی صدا تھی کہ یہ کیا کرتے ہو بھیا۔ میں لہنے نہ دوں گی!

عباسؑ اُترواؤ نہ سامان سفر کا۔ میں رہنے نہ دونگی
بل جائے گا آ گے کوئی آ اور اس کا گوشہ دکھاہے کہا کیا
کیا فرض ہے اُترو یہیں شاہنشہ والا میں رہنے نہ دوں گی
جب آتا ہے جنگل کی ہوا کا کوئی جھونکا۔ کہتا ہے کلیجہ!
اس دشت میں رہنے کا کہیں قصد نہ کرنا میں رہنے نہ دونگی
ہو جائیں گے پژمردہ مرے پھول سے بچے۔ جنگل کی ہوا سے
لُٹ جائے گا اس دشت میں گلشن میرا مان کا میں رہنے نہ دونگی
شیشہ میں رکھی تھی مرے نانا نے یہی خاک دل غم سے ہے صد چاک
واقف ہوں میں صحرا ہے یہی کرب و بلا کا میں رہنے نہ دوں گی
کس کی یہ صدا ہے میرے شبیر ادھر آ۔ مدفن ہے یہ تیرا!
سے ہے یہیں روتے ہیں کہیں دشت میں نانا میں رہنے نہ دونگی
لو! آنے لگی نالۂ زہراؑ کی بھی آواز۔ یہ ہے وہی انداز
ہوتا جو کوئی اور تو پھٹتا نہ کلیجہ۔ میں رہنے نہ دونگی

تیسری تاریخ ۳

ختم منزل ہے شاہِ ہدا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزا کی
ہے امنوز زمین کربلا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزا کی
ہے جو روزِ قیامت قریب اب۔ کانپتے ہیں فلک خوف سے سب
زرد رنگت ہے خاکِ شفا کی تیسری ہے یہ ماہ ۱۰۶ کی
شاہ ناقوں کو منگوا رہے ہیں۔ اور حرم کو اُترو رہے ہیں
بند ہوری ہیں قناتیں ردا کی تیسری ہے یہ ماہ عزا کی

ہیں علمدار کو لوگ گھیرے ۔ پڑ رہے ہیں ترائی میں ڈیرے
غیر حالت ہے شاہ ہدا کی ۔ تیسری ہے یہ ماہ عزا کی !
کہتے ہیں شاہ بھائی سے رو کر ۔ دیکھیے کیا دکھائے مقدر
آمد آمد ہے فوج دغا کی ۔ تیسری ہے یہ ماہ عزا کی
رو کے کہتی ہے دادی سے صغرا ۔ حج سے پلٹے نہ اب تک بھی بابا
دیکھئے کیا ہے مرضی خدا کی ۔ تیسری ہے یہ ماہ عزا کی

چوتھی تاریخ

چوتھی کو محرم کی جب شمر لعین آیا ۔ حضرت کی شہادت کا ہر اک کو یقین آیا
سب خلق خدا روئی خود کعبہ بھی بلا روئی ۔ جب قتل شہ دیں کو وہ دشمن دیں آیا
اک حشر عیاں ہوگا اندھیر جہاں ہوگا ۔ غصہ جو تمہیں اس پر عباس حسین آیا
کہتے تھے شہ والا اے قوم جفا پیشہ ۔ تم نے جو بلایا تو یہ خاک نشیں آیا
کیوں مجھکو ستاتے ہو کیوں مجھکو رلاتے ہو ۔ میں آپ سے آیا ہے کو اس بن میں نہیں آیا
اے شاہ ترے نانے ہیں ایسے اثر والے
سن سن کے جنہیں منہ کو ہر قلب حزیں آیا

پانچویں تاریخ

کہتے تھے شاہ ہدا اے مرے پیارے حبیب
دے گئے تم بھی دغا اے مرے پیارے حبیب
سینے پہ تیر سے لگے ۔ سینکڑوں صدمے سہے
ساتھ نہ چھوڑا مرا ۔ اے مرے پیارے حبیب !

ہائے یہ تیری وفا بھولے گی دل سے بھلا
مجھ پہ ہے احسان ترا اے مرے پیارے حبیب

ساتھ کے کھیلے ہوئے معرکے جھیلے ہوئے
ہو گئے مجھ سے جدا اے مرے پیارے حبیب

یہ ستم استغنا اور یہ جور و جفا
نانا سے کہنا ذرا اے مرے پیارے حبیب

عاشقِ شبیرؑ جا۔ تیرا نگہبان خدا!
کرتی ہے قسمت جدا اے مرے پیارے حبیب

چھٹی تاریخ

ماں نے کہا منہ چوم کے پھر آئیو اصغرؑ
اکبرؑ کی طرح رن میں نہ رہ جائیو اصغرؑ

آئے گا مجھے چین نہ فرقت میں تمہاری
تم جلد ہی میداں سے چلے آئیو اصغرؑ

تلقین یہ کی شاہ نے تربت میں لٹا کر
گھبرا کے لحد میں تو نہ چلّائیو اصغرؑ

عباسؑ کے شانے ہیں کٹے لے نہیں سکتے!
تم گود میں دادا کے چلے جائیو اصغرؑ

ہے زخم سناں کا ترے بھائی کے جگر پر!
تم سینۂ اکبرؑ پہ نہ سو جائیو اصغرؑ!

میں آن کے بیٹا تجھے اب گود میں لوں گی

اس ننھی سی تربت میں نہ گھبرائیو اصغر
کہتی تھیں یہ منہ چوم کے بھائی کا سکینہ
پھر چاند سی صورت ہمیں دکھلائیو اصغرؑ
جاتے تو ہو مادر کے رنڈاپے کو بچانا
تم رن میں سپر باپ کی بن جائیو اصغرؑ

ساتویں تاریخ

قاسمؑ کی ماں پکاری روتے ہوئے نہ جاؤ
دولھا بنے ہو واری روتے ہوئے نہ جاؤ!
جاں اپنی کھو رہی ہے۔ رونے پہ رو رہی ہے
دیکھو دلھن کی زاری روتے ہوئے نہ جاؤ
حق پہ جہاد کرنا دین خدا پہ مرنا!
منگواؤ اب سواری روتے ہوئے نہ جاؤ
دولہا تری فغاں سے دل ہو رہا ہے ٹکڑے
اے ماں بھرے ہو واری روتے ہوئے نہ جاؤ
ہنستے ہوئے پھر آؤ اور اپنا گھر بساؤ
مانو ذرا ہماری روتے ہوئے نہ جاؤ!

آٹھویں تاریخ

شیدائے سکینہؑ۔ سقائے سکینہؑ
سوکھے ہوئے ہونٹ اب کسے دکھلائے سکینہؑ

مایوسی و حسرت کی گھٹا چھائی ہے دل پر!
کیوں کر نہ لہو آنکھوں سے برسائے سکینہ
دم توڑ کے بیجان ہوئے نہر پہ عباسؑ
مٹی میں ملی ہائے تمنائے سکینہؑ
لاشے پہ کھڑے بھائی کے فرماتے تھے حضرت
کیا ہائے علمدار گئے ہائے سکینہؑ
آتی ہے جو بوئے خون علمدارؑ کی اُس سے
روتی ہے علم سینہ سے لپٹائے سکینہؑ
چلاتی تھی رو رو کے یہ شبیرؑ کی پیاری
اے جانِ علیؑ عاشق و شیدائے سکینہؑ
ہے کون ترس کھائے جو بچپن پہ ہمارے
پانی کی گدائی کو کہاں جائے سکینہؑ
دل میں تو بچا جان سکینہؑ کی جگہ تھی
تربت بھی تمہاری نہیں کیا جائے سکینہؑ

نویں تاریخ

بابا کو سنبھالو، بیکس کی دُعا لو! ٹھہرو علی اکبرؑ میرا لاشہ تو اُٹھالو!
رو لوں گا نہیں شوق سے پھر خلد کو جاؤ ارمان بھری ماں کو ذرا شکل دکھالو!
یہ ضعف کی شدت ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا تھم جائیں مرے پاؤں جو تم ہاتھ سنبھالو
اٹھتے نہیں مظلوم سے تنہائی کے صدمے! جس شہر میں تم ہو وہیں مجھ کو بھی بلالو
اب عون و محمدؑ بھی نہیں قاسمؑ ہیں، نہ عباسؑ! اے لال تمہیں قتل سے بیکس کو بچالو!

میں کیا کروں مجھ سے تو نہیں بولتے اکبرؑ | بانو تمھیں روٹھے ہوئے بچے کو منا لو!
سر ننگے تمھیں دیکھ کے تڑپے گا مرا دل! | کیا کرتی ہو زینبؑ نہ قدم گھر سے نکالو
دیکھو درِ خیمہ سے صدا دیتی ہے بانوؑ! | ماں صدقے پھوپھی جان کو سہرا تو دکھا لو
کون آ کے مرے بعد خبر رانڈوں کی لے گا | اس غم سے لبِ گور ہوں ہیں اٹھ کے جلا لو

اٹھتی نہیں بھائی سے جواں بیٹے کی میّت
عباسؑ تمھیں لاش بھتیجے کی اٹھا لو!

امام کی رخصت اہلِ حرم سے

کہتے تھے شہِ دیںؑ مرے کنبے سے خبردار۔ اے عابدؑ بیمار!
بلوے میں ستمگاروں کے ماں بہنوں سے ہشیار اے عابدؑ بیمار!
اُمّت کو کہیں زورِ امامت نہ دکھانا۔ غصّہ میں نہ آنا
پائیں گے سزا اپنے کئے کی یہ ستمگار۔ اے عابدؑ بیمار
سہنا اُسے غربت میں جو کچھ جور و ستم ہو۔ اور رنج و علم ہو
ہے مصلحتِ وقت یہی اے مرے دلدار۔ اے عابدؑ بیمار!
ہو بیڑیوں میں پاؤں کہ رسّی میں گلا ہو۔ اُمّت کا بھلا ہو
تم تو ہو خطاپوش اگر وہ ہیں خطاوار۔ اے عابدؑ بیمار!
خوش ہو کے اُٹھا لو مری جاں طوق کا لنگر۔ ہو مالکِ کوثر!
منجدھار سے اُمّت کے سفینہ کو کرو پار۔ اے عابدؑ بیمار!
پینا جو کبھی پیاس میں ٹھنڈا کہیں پانی تو اے یوسفِ ثانی
ہونا مری جاں پہلے مری پیاس پہ خونبار۔ اے عابدؑ بیمار

کرنا مری جاں فاتحہ خیر سے بھی یاد۔ تا روح رہے شاد
بس ختم ہوئی میری وصیت میرے دلدارا اے عابدؑ بیمار

شہادتِ امام حسینؑ

جان حزیں بچائے کہ یاد خدا کرے — وقت آگیا ہے عصر کا شبیرؑ کیا کرے
تڑپا دیا ہے وعدۂ طفلی کی یاد نے — کیونکہ حسینؑ ظالموں سے اب وفا کرے
راہِ خدا میں جھک گئی پیشانیٔ شہانہ — اب شمر آئے تن سے سرِ شہ جدا کرے
جو لب ہلے نہ اکبرؑ و اصغرؑ کی موت پر — ان سے برائے امتِ عاصی دعا کرے
پھیلا کے ہاتھ ستم سے طالب ہو رحم کی! — ناشاد و نامراد بہن اور کیا کرے

اللہ ری بے بسی کہ بہن دیکھتی رہے
اور گردنِ حسینؑ پر خنجر چلا کرے
اے شمر دیدے گر دیں زینبؑ کے تن کا سر
ان کی جگہ وہ فرضِ محبت ادا کرے

شامِ غریباں

یہ شامِ غریباں ہے تاریک بیاباں ہے
اُجڑے ہوئے خیمہ میں ہر ایک پریشاں ہے
زینبؑ سے کوئی پوچھے کس طرح بسر ہو گی!
سر پہ نہ ردا کوئی کچھ پاس نہ ساماں ہے!
بھائی نہ رہا سر پہ بھائی کا شیدائی
بس ساتھ ہے بچوں کا اللہ نگہباں ہے!

مُردوں میں نہیں کوئی زینبؑ کے سہارے کو
بیمار بھتیجہ ہے اور وہ بھی لبِ جاں ہے

جب شمع نظر آئی رانڈوں نے کہا رو کر!
معلوم یہ ہوتا ہے پھر لٹنے کا ساماں ہے!

جب زوجۂ حرؑ آئی بولی یہ بصد افغاں
یہ حاضری اُس کی ہے جو آپ کا مہماں ہے

زینبؑ نے کہا رو کر حرؑ صاحبِ ایماں تھا
مطلوبِ شہادت تھی ہم لوگوں پہ احساں ہے

اسیریٔ اہلِ حرم

سورج سے ذرا کہہ دو پردیس چلا جائے — زینبؑ کی اسیری کا افسانہ کہا جائے
وہ طوق و سلاسل میں بیمار کا نوں پر — عابدؑ سے کہو زینبؑ خاموش چلا جائے
دریا کے کنارے پہ ٹھہریں لعینوں کے — کونین کے والی کو پانی نہ دیا جائے
اکبرؑ کی جوانی میں یہ کون نظر آیا — عاشور کی شب جلکہ لیلےٰ سے سُنا جائے
گھٹ گھٹ کے اسیری میں جب ہوگئی مقتول — تا زندگیٔ زنداں کیا حال سُنا جائے

اے ثانیٔ زہراؑ منہ بالوں سے چھپا لینا
تطہیر کی چادر کو جب چھین لیا جائے!

شہادت جناب عونؑ و محمدؑ

مقتل سے لاشیں عونؑ و محمدؑ کی آئی ہیں
مسند پہ لا کے شاہ نے دولتیں لٹائی ہیں

کیا کیا لڑے ہزار دل سے یہ دونوں رشکِ ماہ
دل کھول کے شجاعتیں اپنی دکھائی ہیں!

بولے حسینؑ پیار کرو ان کو اے بہن!
دکھیاری ماں نے لاشیں گلے سے لگائی ہیں

تسکین دل کو ہو ذرا آنکھیں تو کھول دو
کیا بدنصیب ماں کو یہ شکلیں دکھائی ہیں

اس کمسنی میں جذبۂ نصرت تو دیکھئے
کیا پیارے پیارے جسموں پہ تلوار کھائی ہیں

صدقے میں جاؤں فدیۂ شاہِ ہُدا ہیں یہ
بچوں نے بھوک پیاس میں جانیں گنوائی ہیں

میں دودھ بخشتی ہوں یہ سب لوگ ہیں گواہ
دونوں شہزادے بھائی کے میرے فدائی ہیں

شہادتِ پسرانِ حضرتِ مسلم!

مسلم کے لال گھر میں جو حارث کے آگئے ہیں
شفقت سے اس کی زوجہ نے گھر میں بٹھائے ہیں

دیکھا جو چہرے اترے ہیں زلفوں پہ خاک ہیں
بولی میں صدقے، حال یہ کیسے بنائے ہیں

بولے پدر شہید ہوئے، ہم ہوئے اسیر
قیدِ ستم سے بھاگ کے گھر تیرے آئے ہیں!

دے کر دلاسا کھانا کھلایا، سُلا دیا!
جب یہ کھلا کہ حضرت مسلمؑ تو مارے جا چکے ہیں

نیند آگئی تو دونوں نے دیکھا یہ خواب میں
مسلمؑ سرہانے دونوں کے تشریف لائے ہیں

رو کر کہا کہ تم نے جفائیں بہت سہیں
اب ہم تمہارے لینے کو جنت سے آئے ہیں

روئے جو بچے ڈر کے، حارث بھی آگیا
کیونکر بیاں ہو کیسے ستم اس نے ڈھائے ہیں

زلفیں پکڑ کے کھینچتا دریا پہ لے گیا
سر ننھے ننھے کاٹ کے لاشے بہائے ہیں

شہادت حضرت عباسؑ علمدار

عباسؑ قتل ہو گئے محشر ہوا بپا
بیکس حسینؑ ہو گئے بھائی ہوا جدا

اب ختم ہے لڑائی علمدار مر گیا
دوڑے حسینؑ کہتے ہوئے ہائے کیا ہوا

پہنچے جو گرتے پڑتے تو دیکھا یہ حال زار
شانے قلم ہیں تیر ہے زخمی پڑا ہوا

بولے لپٹ کے غازی سے کچھ تو کرو کلام
کیا حال ہو گیا مرے بھائی یہ کیا ہوا

کیوں آنکھ کھول کر ہمیں تم دیکھتے نہیں
عباسؑ بولے تیر ہے مولا لگا ہوا

پیاسی سکینہ سے میں بہت شرمسار ہوں
افسوس ہے کہ وعدہ نہ مجھ سے وفا ہوا

یہ کہہ رہے تھے آئیں جو دو چار ہچکیاں
دیکھا حسینؑ نے کہ ہے منہ کا ڈھلا ہوا

لائے حسینؑ مشک و علم خیمہ گاہ میں
چلائیں بی بیاں کہ علمدار کیا ہوا!

شہادت حضرت علی اکبر علیہ السلام

بانو کے تھے یہ بین کہ اکبرؑ گزر گئے
پردیس میں یہ ہمیں برباد کر گئے

کیا گزر رہی ہو گی دل پہ لگی ہو گی جب سناں
کچھ حال بھی تو کہنے نہ پائے کہ مر گئے

جلتی زمیں تھی دھوپ تھی گھوڑے سے جب گرے
تشنہ دہن تڑپ کے میری جان مر گئے

زخموں سے ہائے چور رہوا جسم نازنیں
اور خاک و خوں میں چاند سے رخسار بھر گئے

کہتی ہیں سر کو پیٹ کے عالم سیاہ ہے
آنکھوں کے نور دل کے اُجالے کدھر گئے

کس کے سہارے اب جئیں سب گھر ہوا تباہ
بستی بسی اجاڑ کے بیٹا کدھر گئے

کڑیل جوان تھے صبر یہ ماں کس طرح کرے
اٹھارویں برس میں جہاں سے گزر گئے

اے لال اب نہیں تمھیں پردے کا کچھ خیال
دربار میں یزید کے ہم ننگے سر گئے

شہادت حضرت علی اصغرؑ

میداں میں شاہ اصغر ناداں کو لاتے ہیں
اعداء سمجھ رہے ہیں کہ قرآں کو لاتے ہیں
حجت تمام کرنے کو اس تیز دھوپ میں
دامن کے سائے میں گلِ ریحاں کو لاتے ہیں
فوجِ عدو کے دین میں تھے کس قلب کے لعیں
پانی کے بدلے سامنے پیکاں کو لاتے ہیں
سمجھیں سکینہ لاش جو خیمے میں لائے شاہ
پانی پلا کے اصغر ناداں کو لاتے ہیں
خیمے میں سر جھکائے شہِ دیں بہ درد و یاس
آلودہ خوں میں پارہ قرآں کو لاتے ہیں
غم سے بپا ہے خیمۂ عصمت میں شور و شین
رن سے حسینؑ اصغرؑ بے جاں کو لاتے ہیں

اسیری اہلِ حرم!

سجادؑ نے غربت میں ایذا یہ بڑی دیکھی
سوجے ہوئے پاؤں میں زنجیر پڑی دیکھی

دربار میں زینبؑ کو منظر یہ نظر آیا
ماں جائے کے ہونٹوں پہ ظالم کی چھڑی دیکھی

کیسے وہ مسلماں تھے آئی نہ حیا جن کو!
عترت شہ مرداںؑ کی بلوے میں کھڑی دیکھی

پہونچی جو ہی مقتل میں بیہوش ہوئیں زینبؑ
میت جو شہ دیں کی میداں میں پڑی دیکھی

گھوڑے سے گرے مولا فرزند کے لاشے پر
نیزے کی انی جد دم سینے میں گڑی دیکھی

دن تھوڑا سا رہ جاتا وہ لوٹ کا پڑ جانا
بیبیوں نے جنگل میں آفت کی گھڑی دیکھی

تقدیر کے آگے یہ تدبیر بھی روتی تھی!
معصوم کی مرقد میں جب لاش گڑی دیکھی

اس وقت سکینہؑ نے منہ ڈھانپ لیا ساقب
بازار میں کوفے کے جب بھیڑ بڑی دیکھی

التجا

پیاری بہنوں سے اپنی والدہ محترمہ علیاً نساء بیگم بنت شمس الدین احمد بیگ کے لئے ایک سورہ فاتحہ کی استدعا کرتا ہوں

وصی خان

تھوڑا علم فسادِ عمل کا باعث ہے (علیؑ)

صاحب بیاض

ذکر حسینؑ عبادت۔ ذکر حسینؑ سننا عبادت! اور ذکر حسینؑ میں شرکت عین عبادت ہے!

انجمن مومنین حیدری

بنایا گیا ہے بطابق وطن سے دور دور

سندھی مسلم سوسائٹی لیاقت آباد کراچی

تعداد ممبران 350

جسے علیؑ سے عشق نہیں وہ ایمان لا نہیں سکتا!
قسم خدا کی وہ جنت میں جا نہیں سکتا!
(مجالس لکھنوی)

ماتم فاطمہ طاہرہ وطن سے دور دور

(رجسٹرڈ)

ہماری شہرہ آفاق کتب

اصول دین

میں شیعہ کیوں ہوا ؟
مع
مذہب سُنیہ پر سو سوال

مصنف :- عبدالکریم مشتاق

مصنف نے اس کتاب میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ اس نے اپنا آبائی مذہب کیوں ترک کیا ہے۔

ہدیہ :- ۵۰/۳ روپیہ

ذکاء الافہام بجواب جلاء الافہام

"سو سُنار کی ایک لوہار کی"

مصنف :- عبدالکریم مشتاق

مولوی دوست محمد قریشی کے سو اعتراضات کا جواب دیکر صرف ایک سوال پوچھا گیا ہے جس کے جواب دینے پر ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ قیمت ۶ روپے

فروع دین

میں نے سُنی مذہب کیوں چھوڑا ؟
مع
مذہب سُنیہ پر ہزار سوال

مصنف :- عبدالکریم مشتاق

مصنف نے اس کتاب میں اُن وجوہات کو مفصل بیان کیا ہے جن کے باعث اس نے مذہب سُنیہ ترک کیا۔ ہدیہ :- ۲۵ روپے مع جلد

ذکاء الاذہان بجواب جلاء الاذہان

"ہزار تمہاری دس ہماری"

مصنف :- عبدالکریم مشتاق

مولوی دوست محمد قریشی کے ہزار اعتراضات کا جواب دیکر صرف دس سوالات پوچھے گئے ہیں جن کے جواب پر دس ہزار روپیہ انعام پیش کیا جائیگا۔ ہدیہ ۴۵ روپے

علیؑ ولی اللہ: مؤلفہ: عبدالکریم مشتاق: ولایت علویہ کو کتب اہل سنت سے ثابت کیا گیا ہے اور شیعہ کلمے کے ثبوت سُنی کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ کسی بھی محولہ اقتباس کو غلط ثابت کرنیوالے کو ۵۰۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا۔

قیمت قسم اول ۱۴ روپے۔

صرف ایک راستہ: عبدالکریم مشتاق۔ مادی و روحانی ترقی کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ قیمت ۲۰ روپے

آئینۂ حق و باطل: مصنف: سید بشارت حسین کامل مرزاپوری۔ عقل و نقل سے حق و باطل کا تقابلی جائزہ پیش کر کے مذہب حقہ کو راہ نجات ثابت کیا گیا ہے اور تمام ثبوت مخالف کتب سے نقل کیے ہیں۔

قیمت ۶ روپے

رحمت اللہ بک ایجنسی - بمبئی بازار نزد خوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی ۲